ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

38

www.tanzeem.org

2 تا 8 محرم الحرام 1438ھ/ 4 تا 10 اکتوبر 2016ء

کامیابی تمہارے قدم چومے گی! ان شاء اللہ

جولوگ اسلامی دعوت کا مزاج نہیں سمجھے تھے اور اس وہم میں مبتلا ہو گئے تھے کہ اس راہ میں پیش آنے والی تکلیفیں اور اذیتیں نصرتِ الٰہی سے محروم ہونے کی علامت ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا: ﴿اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ ۝﴾ (البقرۃ:214) ’’دیکھو، اللہ کی مدد قریب (آیا چاہتی) ہے۔‘‘ اس کی واضح دلیل حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ہے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں سخت ترین تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کے سامنے ان مصائب کا تذکرہ کر کے مسلمانوں کے لیے نصرتِ الٰہی کی دعا کی درخواست کی۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے انہیں جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا:

’’اگر تمہیں ان مصیبتوں اور اذیتوں پر تعجب ہے اور تم حیرت زدہ ہو کہ اللہ کے راستے میں یہ سب کیوں؟ تو تمہیں جان لینا چاہیے کہ اس راستے میں یہ سب پیش آ کر رہے گا اور یہ تمام اہل ایمان بندوں کے معاملے میں اللہ کی سنت ہے۔ ان میں سے بہت سوں کو اس کے دین پر چلنے کے جرم میں یہ سزا دی گئی کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کی کھال کھینچ لی گئی، اس کے باوجود وہ اس کام سے باز نہیں آئے۔ اگر تمہیں ان مصیبتوں میں مایوسی اور نصرتِ الٰہی سے محرومی کی علامتیں نظر آتی ہیں تو یہ تمہارا وہم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس راہ میں مصائب و آلام کا آنا اس بات کی علامت ہے کہ تم صحیح راستے پر چل رہے ہو اور کامیابی تمہارے قدم چومنے والی ہے۔ ان شاء اللہ

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

اس شمارے میں

خوف بھارت سے نہیں......

بدبختی کی اصل وجہ

مغلوبِ گماں

معاشی تحریک کے اہم نکات

راحت رساں بنیے!

پاک بھارت کشیدگی، جنگ کے امکانات اور بھارتی غاصبانہ حربے

آخر موت ہے!

بھارتی عزائم اور دفاعِ پاکستان کے تقاضے

قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُوْرَۃُ الْکَھْف — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیات: 48,47

وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً ۙ وَّحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾
وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۫ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ
نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

آیت ۴۷ ﴿وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً ۙ﴾ ’’اور جس دن ہم چلائیں گے پہاڑوں کو اور تم دیکھو گے زمین کو صاف چٹیل‘‘

اب قیامت کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے کہ اُس دن پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے‘ زمین کے تمام نشیب وفراز ختم ہو جائیں گے اور پورا کرۂ ارض ایک صاف چٹیل میدان کی شکل اختیار کر لے گا۔

﴿وَّحَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾﴾ ’’اور ہم سب کو جمع کر لیں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔‘‘

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری انسان تک پیدا ہونے والے نوعِ انسانی کے تمام افراد کو اُس دن اکٹھا کر لیا جائے گا۔

آیت ۴۸ ﴿وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۫﴾ ’’اور وہ پیش کیے جائیں گے آپ کے رب کے سامنے صفیں باندھے ہوئے۔ (تب انہیں کہا جائے گا) آ گئے ہو نا ہمارے پاس‘ جیسے ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا!‘‘

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام انسان جیسے عالم ارواح میں بیک وقت ایک جگہ اکٹھے تھے‘ اسی طرح قیامت کے دن بھی میدانِ حشر میں سب کے سب بیک وقت موجود ہوں گے۔

﴿بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾﴾ ’’بلکہ تم نے تو سمجھ رکھا تھا کہ ہم تمہارے لیے وعدے کا کوئی وقت مقرر ہی نہیں کریں گے۔‘‘

یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو قرآن کے الفاظ میں ﴿اَلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا﴾ (وہ لوگ جنہیں ہماری ملاقات کی امید نہیں) کے زمرے میں آتے ہیں۔ ایسے لوگ جب اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو انہیں ان کا وعدۂ الست ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؕ﴾ (الاعراف:۱۷۲) بھی یاد دلایا جائے گا‘ کہ تم لوگوں نے مجھے اپنا رب تسلیم کیا تھا‘ پھر تم دنیا کی زندگی میں اس حقیقت کو بالکل ہی بھول گئے کہ تم نے واپس ہمارے پاس بھی آنا ہے۔ تمہیں گمان تک نہیں تھا کہ ہم تمہارے لیے اپنے سامنے پیشی کا کوئی وقت مقرر کریں گے۔

فرمان نبویﷺ

انسان کی دوبارہ تخلیق

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((یُحْشَرُ النَّاسُ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا فَاَوَّلُ مَنْ یُکْسٰی اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ قَرَأَ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ)) (مسند احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن سب لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جائیں گے اور سب سے پہلے جس شخص کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ’ہم نے جس طرح مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کیا، اسی طرح ہم اسے دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔‘‘

تشریح: قیامت کے دن لوگ ننگے بدن اٹھائیں جائیں گے لیکن ہر بندہ اپنی فکر میں ہوگا کہ کوئی دوسرے کی طرف نہ دیکھے گا۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جن کو اللہ کی راہ میں بے لباس کیا گیا تھا، جب انہیں نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تھا۔ جس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح آسانی سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو دوبارہ لوٹا کر لے آئیں گے۔ تخلیق دوبارہ ہوگی مگر انسان وہی ہوگا۔

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
2 تا 8 محرم الحرام 1438ھ جلد 25
4 تا 10 اکتوبر 2016ء شمارہ 38
مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوف بھارت سے نہیں......

تاریخ میں جن لوگوں نے اپنے کرتوتوں کے باعث انسانیت کی قبا کو چاک کیا، نریندر مودی اُن میں ایک اضافہ ہے۔ پوری انسانی تاریخ کو کھنگالیں تو ایک طویل فہرست ایسے مقتدر لوگوں کی سامنے آئے گی جو ظالم اور درندہ صفت تھے اور انسانوں کا خون بہانے سے مسرت حاصل کرتے تھے۔ جدید تاریخ میں ہٹلر کو ظلم اور خونخواری کا سمبل قرار دیا جاتا ہے لیکن ہماری رائے میں یہ بھی میڈیا کا کرشمہ ہے وگرنہ سینئر و جونیئر بش، ٹونی بلیر کے دنیا بھر میں قتل و غارت کو شمار کر لیجئے تو آپ جلد اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ اِن کی گردنیں ہٹلر سے کہیں زیادہ خون سے لدی پھندی ہیں۔ ہٹلر کا اصل جرم یہ تھا کہ اُس نے یہودیوں کا قتل عام کیا اور یہودی اگرچہ آدم علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں، لیکن بقولِ خود وہ اعلیٰ انسانی نسل سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ اگر صحیح طور پر پرکھا جائے تو انسان صرف وہی ہیں باقی دنیا تو gentiles پر مشتمل ہے۔ ایسی ہی ذہنیت اُس نریندر مودی کی ہے جس سے آج کل اہلِ پاکستان کو واسطہ پڑا ہوا ہے۔ کیسا بدقسمت اور بدبخت انسان ہے کہ آج بھی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ اُس نے گجرات کے ہزاروں مسلمانوں کو مسلمان ہونے کے ناتے ذبح کر دیا اور ڈھٹائی سے کہتا ہے اگر پھر موقع ملا تو پھر ایسا ہی کروں گا۔ مودی کی شخصیت سے صحیح طور آشنائی حاصل کرنے کے لیے اُس کی وہ تقریر سن لینا کافی ہے جو اُس نے عالمی قوانین کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ڈھاکہ میں بنت غدار وزیر اعظم بنگلہ دیش حسینہ واجد کے پہلو میں کھڑے ہو کر کی تھی۔

کشمیر میں ظلم و ستم کی داستان کا آغاز تو تقسیم ہند کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ آزادیٔ کشمیر کی تحریک میں کئی نشیب و فراز آئے، بیگانے تو تسلسل سے آزادی کی راہ میں رکاوٹ بنے رہے، کبھی خون ریزی کر کے کبھی اقتدار اور دولت کا لالچ آزمایا، لیکن اپنے بھی دغا دیتے رہے لیکن وادیٔ کشمیر میں آزادی کی جو حالیہ لہر اٹھی ہے اُس نے کوئی سہارا قبول نہ کیا۔ یہ تحریک اپنے پاؤں پر اُٹھی ہے اور اب وفاقِ بھارت کی جڑوں میں بیٹھ رہی ہے۔ جونہی برہان وانی کا خون زمین میں جذب ہوا تو آزادی کے پروانے کونپلوں کی طرح نکل آئے۔ اس تحریک کو جن ظالمانہ حربوں سے دبانے کی کوشش کی گئی اس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ یہ سب حربے ناکام ہوئے۔ تحریک آزادی کشمیر میں جوش و خروش بڑھتا چلا گیا تو 18 ستمبر کو اُڑی اُڑ گیا۔ یہ ہندوستانی فوج کا بریگیڈ ہیڈ کوارٹر تھا۔ بقول بھارت کے 18 فوجی مارے گئے۔ بھارت نے اُسی روز فوری طور پاکستان پر حملے کا الزام لگا دیا اور بھارتی میڈیا نے دیوانہ وار پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کیا اور عوام میں جنگی جنون پیدا کر دیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ کسی وقت بھی دونوں ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی۔ نریندر مودی نے ایک پورا دن وار آپریشن روم میں گزارا۔ جہاں اُسے بتایا گیا کہ چھوٹی موٹی ٹُھک ٹُھک تو اور بات ہے، مکمل جنگ بڑی تباہی کا باعث بنے گی۔ جس پر مودی نے رخ موڑا اور فرمایا

کہ خون اور پانی اکٹھا نہیں بہہ سکتے۔ مطلب یہ تھا کہ پاکستان کا پانی بند کر دیا جائے' ایسی آوازیں سنی گئیں کہ سندھ طاس معاہدہ منسوخ ہو سکتا ہے۔ اس حوالہ سے بھی مودی کو ماہرین نے بتایا کہ یہ معاہدہ عالمی بنک کے توسط سے ریاستی سطح پر ہوا تھا' اسے توڑنا بھارت کے لیے بڑی بدنامی کا باعث بنے گا۔

علاوہ ازیں برہم پترا جو چین سے نکلتا ہے۔ اور بھارت کے تیس فیصد رقبے کو سیراب کرتا ہے' چین اُس دریا کا رخ موڑ سکتا ہے' جس سے بھارت کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ بہر حال نریندر مودی جس پست ذہنیت کا حامل انسان ہے اُس سے صرف اور صرف شر کی توقع کی جاسکتی ہے۔ گزشتہ سال راہ جاتے اچانک پاکستان آ دھمکا اور جامع مذاکرات کرنا طے کر لیے۔ سیکرٹری خارجہ کی سطح پر مذاکرات کی تاریخ بھی اُسی ایک ملاقات میں طے کر لی' لیکن دہلی واپس جا کر پٹھانکوٹ پر حملہ کا ڈراما رچا لیا اور خود ہی مذاکرات منسوخ کر دیئے۔ اصل قصہ یہ تھا کہ دنیا کو بتانا چاہتے تھے کہ ہم پُرامن مذاکرات کے لیے اتنے خواہش مند اور اتنے مخلص ہیں کہ ہر قسم کے تکلف کو برطرف کر کے خود پاکستان پہنچ گئے تھے اور پٹھانکوٹ کا ڈراما رچا کر ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش کی۔ ایک یہ کہ پاکستان دہشت گردی ایکسپورٹ کر کے پُرامن مذاکرات میں رکاوٹ کھڑی کرتا ہے اور دوسرا یہ نواز شریف کو بتائیں کہ اُس کی فوج تمہاری پُرامن مذاکرات کی خواہش کو پاؤں تلے روند دیتی ہے۔ وہ نواز شریف کی ضرورت سے بڑھ کر دوستی اور تجارت کی خواہش سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ بہر حال تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ پٹھانکوٹ میں جو کچھ ہوا تھا، بھارت نے خود ہی کروایا تھا۔ اب اُڑی کا واقعہ ہماری نگاہ میں محض ایک حادثہ تھا کیونکہ وہاں تیل ڈپو تھا' آگ لگ گئی جس سے یقیناً کچھ لوگ جل مرے ہوں گے' اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہے۔ اس کا الزام پاکستان پر تھوپ کر کشمیریوں کی تحریک سے اور وہاں پر ہونے والے ظلم و جبر سے دنیا کی نگاہیں ہٹانا مقصود تھا۔ 29 ستمبر کی شب کو اچانک کنٹرول لائن پر سیز فائر کی خلاف ورزی کی اور یہ جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ ہم نے پاکستان پر سرجیکل سٹرائیک کی اور وہاں دہشت گردی کے کیمپوں کو تباہ کر کے ہمارے فوجی باحفاظت واپس آ گئے ہیں۔ پاکستانی اطلاعات کے مطابق سرجیکل سٹرائیک کا دعویٰ سراسر جھوٹا اور بے بنیاد ہے البتہ کراس فائرنگ ہوئی ہے جس میں ہمارے دو فوجی شہید اور بھارت کا شدید جانی نقصان ہوا ہے۔ سرجیکل سٹرائیک کا دعویٰ کر کے درحقیقت وہ اپنے اُن عوام کو اب ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے جن کے سر پر وہ اپنی ہی حماقتوں سے جنگی جنون سوار کر چکا تھا۔ بھارت اگر اس حوالہ سے سچا ہے تو بتائے کہ جن فوجیوں کو اُس نے آزاد کشمیر میں چھاتوں کے ذریعے اتارا تھا اور وہ بڑے آرام سے کارروائی کرتے رہے۔ وہ واپس کیسے گئے۔ علاوہ ازیں اُن چھاپہ ماروں نے جو کارروائی آزاد کشمیر میں کی ہے، اُس کی نشانی بھی تو نظر آنا چاہیے۔

ہم نے اب تک بھارت کی خصوصاً نریندر مودی کی بدحواسیوں کا ذکر کیا ہے، اس پر ندائے خلافت کے قارئین یقیناً خوش ہوں گے، اس لیے کہ وہ ہم سے پاکستان کے حوالہ سے کسی خوشخبری کی بہت کم توقع رکھتے ہیں۔ قارئین کرام خوش ضرور ہوں، اللہ پاک سب کو بہت خوش رکھے لیکن آئیے ذرا ہمت کر کے خود کو آئینہ کے سامنے کھڑا کریں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں' اپنے دامن پر پڑے داغ شمار کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں بھارت سے ہرگز ہرگز کوئی خوف نہیں' ہمیں خوف خود اپنی بداعمالیوں سے ہے' ہمیں خوف اپنی بدکرداری سے ہے' ہمارا فکری انتشار ہماری منزل کھوٹی کر رہا ہے۔

من اور دھن کا ہوس ہماری شخصیت کو دیمک بن کر چاٹ رہا ہے اور ہم اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ 1971ء میں بھارت نے نہیں ہوسِ اقتدار نے ہمیں شکست و ریخت سے دوچار کیا تھا۔ یاد رکھیے اور تاریخ پر نگاہ ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ جو قوم بھی کسی اعلیٰ مقام سے پستی میں گری ہے تو اس کی وجہ اپنی ہی بنیادوں سے انحراف تھا۔ پھر یہ کہ وہ قوم اخلاقی لحاظ سے پستیوں کی مکین ہو گئی۔ شرک آج بھی موجود ہے اس نے اپنی شکل تبدیل کر لی ہے۔ ایک قوم اس لیے مغضوب ہوئی کہ میزان میں ڈنڈی مارتی تھی۔ ہم نے میزان ہی توڑ دی ہوئی ہے، نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ ایک قوم اس لیے تباہ ہوئی کہ اس میں ہم جنس پرستی کی گمراہی آ گئی تھی۔ ہم آج اُن کے غلام ہیں اور انہیں قابلِ تقلید سمجھتے ہیں اور اُن کے لیے مہذب قوم کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو قانونی طور پر ہم جنس پرستی کو جائز قرار دے چکے ہیں۔ یہ وہ کیچڑ ہے جس میں ہمارا قومی جسد لت پت ہے۔ یہ وہ سب عوارض ہیں جو ہمیں لاحق ہو چکے ہیں۔ شفا کا نسخۂ کیمیا ایک ہی ہے کہ ایمان پیدا کریں، اللہ پر توکل کریں، کوئی چاہے کچھ کہے اللہ کے رسول ﷺ کی ہر سنت کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑ لیں۔ اور اِس بات کو سمجھیں کہ ایمان اللہ کے پاک کلام کو حرزِ جان بنانے سے پیدا ہوگا۔ ہم مسلمان تو ہیں اور 1971ء میں بھی تھے لیکن مؤمن بنیں گے تو کام بنے گا۔ ہندو یقیناً بزدل اور پست ذہنیت کی حامل قوم ہے لیکن اگر ہم نے مذکورہ عوارض سے شفا حاصل کرنے کی شعوری کوشش نہ کی تو اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ ایسی جھوٹی عزت والوں کو جو راہ گم کر چکے ہوں، رذیلوں سے جوتیاں مرواتا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ سے چمٹ کر اپنے دشمن کو للکارو، تو دشمن بھارت ہو یا امریکہ، وہ کبھی سامنے آنے کی جرأت نہیں کرے گا ورنہ......!

بدبختی کی اصل وجہ

سورۃ الاعلیٰ کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 23 ستمبر 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراهیم

قارئین محترم! مطالعۂ قرآن مجید کے سلسلہ میں سورۃ الاعلیٰ آج ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ سورۃ الاعلیٰ اپنے بعد والی سورت (سورۃ الغاشیہ) کے ساتھ مل کر جوڑا بناتی ہے۔ حضور ﷺ جمعہ اور عیدین کی نمازوں کی پہلی رکعت میں اکثر سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے اس انتخاب کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ان دونوں سورتوں میں تذکیر کا خصوصی حکم ہے (سورۃ الاعلیٰ' آیت 9 اور سورۃ الغاشیہ' آیت 21) جبکہ ان دونوں نمازوں میں بھی تذکیر کا رنگ زیادہ نمایاں ہے۔ ظاہر ہے ان دونوں مواقع پر خطبات کا اہتمام خصوصی طور پر تذکیر کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ①﴾ ''پاکی بیان کرو اپنے رب کے نام کی جو بہت بلند و بالا ہے۔''

تزکیۂ نفس کے لیے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حاصل ہونا بنیادی شرط ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایک ایسی ذات ہے جسے ہم نے دیکھا نہیں ہے اور اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم اسے دیکھ سکتے بھی نہیں۔ اس کائنات کی سب سے بڑی اور کھلی حقیقت ہماری نظروں سے چھپا دی گئی ہے۔ البتہ اس کی نشانیاں اور اس کی قدرت کے مظاہر ہر طرف موجود ہیں۔ خود انسان کی فطرت میں اس کا شعور موجود ہے اور انسان کا اس دنیا میں اصل امتحان ہی یہی ہے کہ وہ اپنے شعور کو کام میں لا کر اپنے رب کو پہچانتا ہے یا نہیں۔ اب جن لوگوں کا شعور بیدار ہوگا وہ مظاہر قدرت اور اپنی فطرت کی گواہیوں کے مطابق اس ذات اقدس پر غیب میں ایمان لائیں گے۔ جیسا کہ قرآن کے بالکل آغاز میں بیان فرمادیا گیا: ﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرہ:3) ''جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر''۔

اب جس قدر ہمیں اس ذاتِ باری تعالیٰ کی قدرت، ہیبت، طاقت، گرفت اور دیگر صفات کا اندازہ ہوتا چلا جائے گا اُسی قدر ہمارے دل میں اُس کا خوف اور تقویٰ پیدا ہوگا اور نتیجہ میں ہمارا نفس سرکشی، شرک اور دیگر برائیوں سے پاک ہوتا چلا جائے گا۔ چنانچہ تزکیۂ نفس کے لیے معرفت اور معرفت کے لیے دو چیزیں انتہائی اہم ہیں یعنی ایک تسبیح اور دوسری تحمید۔ تسبیح یہ ہے کہ ہم اس کی پاکی بیان کریں کہ وہ ہر نقص، کمی، کوتاہی اور ہر عیب سے پاک ہے۔ کسی بھی انسان کا کردار کتنا ہی مثالی کیوں نہ ہو لیکن کہیں نہ کہیں کوئی کوتاہی ہو ہی جاتی ہے۔ لیکن اللہ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے۔ تحمید یہ ہے کہ وہ ہر خوبی، ہر بھلائی اور حسن کا جامع ہے یعنی تمام اعلیٰ سے اعلیٰ صفات اور کمالات جتنے بھی ہو سکتے ہیں وہ سب اس ذات میں موجود ہیں۔ یہ دو چیزیں مل کر اللہ کی معرفت مکمل ہوتی ہے۔ جب اس معرفت میں کمی رہ جائے تو پھر انسان شرک کی طرف چلا جاتا ہے۔ مثلاً انسان کے محدود علم کے مطابق بڑے سے بڑا بادشاہ بھی کسی نہ کسی کا محتاج ضرور ہوتا ہے۔ جب تک با اعتماد وزیر اور مشیر نہ ہوں اور فوج اس کی وفادار نہ ہو اس کی بادشاہت نہیں چل سکتی۔ پھر بادشاہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اس کی کچھ مجبوریاں بھی ہوتی ہیں، وہ کسی نہ کسی کی سفارش ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اگر یہی تصورات ہم اللہ کے لیے بھی رکھتے ہوئے اس کے وزیر اور مشیر تلاش کرتے پھریں کہ کوئی نہ کوئی تو ایسا ہوگا جس کی بات وہ ٹال نہیں سکے گا یا کوئی نہ کوئی ہمیں اس کے عذاب سے بچا لے گا تو یہی شرک ہے۔ لہٰذا تسبیح بیان کرنے کا مقصد ان غلط تصورات سے بچنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں بار بار تسبیح بیان کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے کہ اسے ہر اعتبار سے کامل ذات سمجھو۔ یعنی وہ نہ تو کسی کا محتاج ہے اور نہ اس کی کوئی مجبوری ہے کہ وہ سفارش ٹال نہیں سکتا۔ ہرگز نہیں اسے کسی کی مدد اور سفارش کی ضرورت نہیں۔ تذکیر کا مقصد اسی عقیدے کو دل میں پختہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے مومنین کو حکم دیا کہ اس پر عمل کو اپنے سجدوں میں جاری کرو۔ لہٰذا سجدے میں جو ہم کہتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تو یہ اسی حکم کی تعمیل ہے۔

﴿الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ②﴾ ''جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا' پھر تناسب قائم کیا''۔

خلق کا مطلب ہے کسی چیز کو بنا دینا، مثلاً ایک معمار کسی عمارت کا سٹرکچر کھڑا کرتا ہے۔ پھر اس کی نوک پلک سنوارنا (finishing touches)، اسے فائنل شکل دینا تسویہ کہلاتا ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ﴾ (سورۃ الحجر: 29) ''پھر جب میں اسے پوری طرح درست کر دوں''۔ یہاں آدمؑ کا گارے سے پیدا کرنا خلق ہے اور درست کرنا تسویہ ہے۔

﴿وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ③﴾ ''اور جس نے (ہر شے کا) اندازہ مقرر کیا' پھر اسے (فطری) ہدایت عطا فرمائی۔''

تخلیق کا تیسرا مرحلہ قَدَّر ہے جسے ہم تقدیر کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کسی چیز کا اندازہ ٹھہرانا۔ مثلاً ایک بچہ جو پیدا ہوتا ہے اس کا قد کاٹھ کتنا ہوگا، جلد، بالوں اور آنکھوں کا

رنگ کیسا ہوگا ، جوانی میں کتنی طاقت ہوگی ، پھر اُس کی سماعت اور بصارت کب تک اُس کا ساتھ دے گی اور پہلا بال کب سفید ہوگا وغیرہ یہ تمام تفصیلات اس کے DNA میں اس وقت سے موجود ہوتی ہیں جب اس کی طبعی زندگی کا آغاز اپنی ماں کے بطن میں صرف ایک خلیہ سے ہوتا ہے۔ ایک آم کا درخت بڑا ہو کر کتنا پھیلاؤ اختیار کرے گا، اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیج میں ہی مقرر کر دیا ہے اور اسی طرح ایک شیر کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو وہ ہاتھی جتنی جسامت اختیار نہیں کر سکتا۔ یہ مادی تقدیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی پوٹینشل مقرر کر دی اور پھر چوتھے مرحلے میں اس پوٹینشل کو حاصل کرنے کے لیے فطری طور پر ہدایت بھی عطا کر دی ہے۔ جیسے بکری کو پتا ہے کہ اس نے گھاس کھانی ہے اور ایک شیر کو معلوم ہے کہ اس نے گوشت کھانا ہے، پھر ایک بچہ پیدا ہوتے ہی دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ساری ہدایات فطری ہیں جو اللہ نے انہیں پیدائشی طور پر عطا کیں ہیں۔

ایک روحانی تقدیر اور ہدایت ہے جس کا معاملہ صرف انسان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں روحانی پوٹینشلز رکھ دی ہیں اور پھر ان کو حاصل کرنے کے لیے ہدایت کے طور پر وحی بھی نازل کی ہے۔ اب یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ روحانیت کے کس اعلیٰ درجے تک پہنچتا ہے۔ ہدایت یعنی قرآن سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے ایک شخص صدیقین، شہداء اور صالحین کے درجہ تک بھی پہنچ سکتا ہے اور اس ہدایت سے منہ موڑنے پر بالآخر جہنم کا ایندھن بھی بن سکتا ہے۔

﴿وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ④﴾ ’’اور جس نے (زمین سے) چارہ نکالا۔‘‘

﴿فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ⑤﴾ ’’پھر اس کو کر دیا سیاہ چورا۔‘‘

یعنی اسی کے طے کردہ نظام کے تحت گھاس اور نباتات وغیرہ زمین سے اُگتے ہیں اور پھر گل سڑ کر ختم ہو جاتے ہیں۔

﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓی ⑥﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) ہم آپ کو پڑھا دیں گے، پھر آپ بھولیں گے نہیں۔‘‘

پچھلی آیات میں جو تمہید باندھی گئی اس کا مقصد یہی بتانا تھا کہ جس رب نے ہر شے کو تخلیق کیا، اسے سنوارا، پھر اس کی تقدیر مقرر کی اور پھر اسے فطری ہدایت دی وہی رب آپ ﷺ کے لیے قرآن کو یاد کرنا آسان بنا دے گا۔ یعنی قرآن مجید میں سے کوئی چیز آپ کو بھولے گی نہیں۔ آپ ﷺ کو ڈر تھا کہ وہ کہیں قرآن کا کوئی حصہ بھول نہ جائیں اور اس طرح اللہ کا کلام انسانوں تک پہنچانے میں کوئی کمی پیشی نہ ہو جائے۔ اس لیے اللہ نے خاص طور پر یہ اہتمام کیا۔ یہ وہی مضمون ہے جو سورۃ القیامہ کی ان آیات میں آیا ہے: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ⑯ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ⑰ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ⑱﴾ ’’آپ اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔ اسے جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر جب ہم اسے پڑھوا دیں تو آپ اس کی قراءت کی پیروی کیجیے۔‘‘

﴿اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ﴾ ’’سوائے اس کے کہ جو اللہ چاہے‘‘۔

جیسے اللہ کا فیصلہ تھا کہ بعض آیات کسی پس منظر میں اُترتی تھیں اور پھر ان کے نسخ کے لیے دوسری آیات نازل ہو جاتی تھیں۔ اس طرح منسوخ شدہ آیات ذہنوں سے محو ہو جاتی تھیں۔

﴿اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰی ⑦﴾ ’’یقیناً وہ جانتا ہے اونچی آواز میں کہی گئی بات کو بھی اور جو مخفی رکھی جائے اسے بھی۔‘‘

﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰی ⑧﴾ ’’اور ہم رفتہ رفتہ پہنچائیں گے آپ کو آسانی تک۔‘‘

مکی دور مشکلات کے لحاظ سے بہت بڑی آزمائش کا دور تھا۔ سختیاں، مصائب اور ظلم و جبر انتہاؤں کو چھو رہے تھے لیکن دعوت کا کام بہت سست رو تھا۔ 13 سال میں

پریس ریلیز 30 ستمبر 2016ء

پاکستان کو خطرہ بھارت سے نہیں اپنی بداعمالیوں اور بدعنوانیوں سے ہے

بھارت نے L.O.C پر سیز فائر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی چوکیوں کو نشانہ بنایا

اپنا تعلق اللہ سے جوڑیں اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھام لیں اور اسلام کے آئیڈیل نظام کو پاکستان میں نافذ کریں

حافظ عاکف سعید

پاکستان کو خطرہ بھارت سے نہیں اپنی بداعمالیوں اور بدعنوانیوں سے ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ میڈیا جس جنگی جنون کو ہوا دے رہا تھا بالآخر اُس نے عملی شکل اختیار کر لی اور بھارت نے L.O.C پر سیز فائر کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پاکستانی چوکیوں کو نشانہ بنایا۔ پاکستان نے بھی جوابی کارروائی کی جس سے دونوں طرف جانی نقصان ہوا۔ اُنہوں نے کہا کہ بھارت کا سرجیکل سٹرائیک کا دعویٰ جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوا۔ اُنہوں نے کہا کہ مودی جیسی ذہنیت کے حامل بھارتی وزیراعظم سے خیر کی توقع نہیں رکھنا چاہیے۔ لہٰذا پاکستان میں ہر سطح پر جارحیت کا مقابلہ کرنے کی تیاری کی جانی چاہیے لیکن کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ اپنا تعلق اللہ سے جوڑیں اور سنت رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھام لیں اور اسلام کے اُس آئیڈیل نظام کو پاکستان میں ایک حقیقت کی شکل دیں جس کو نافذ کرنے کا ہم نے تحریک پاکستان کے دوران اللہ سے زبانی وعدہ کیا تھا صرف اسی صورت میں ہم بھارت چھوڑ امریکہ کو بھی دندان شکن جواب دے سکتے ہیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

صرف 200 کے لگ بھگ افراد نے اسلام قبول کیا تھا۔

چنانچہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے نبی ﷺ! ہم مشکلات میں سے رفتہ رفتہ آپ کے لیے راستہ بناتے چلے جائیں گے اور اس آسان راستے پر آپؐ کو تدریجاً ایک بڑی آسانی کی طرف لے جائیں گے۔ اس سے مراد اس دنیا میں غلبہ دین کی جدوجہد کی کامیابی اور آخرت میں جنت اور اس کی آسائشیں ہیں۔

﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝۹﴾ ''تو آپؐ یاددہانی کراتے رہیے اگر یاددہانی فائدہ دے۔''

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ انذار و تذکیر کا فریضہ تبھی سرانجام دیں جب مخاطب کو اس سے کچھ فائدہ ہو رہا ہو یعنی وہ اس تذکیر کا اثر قبول کر رہا ہو۔ چنانچہ اگلی آیت میں اس حوالے سے وضاحت کر دی گئی ہے۔

﴿سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰﴾ ''وہ نصیحت حاصل کر لے گا جو ڈرتا ہے۔''

آپؐ لوگوں کو تذکیر و نصیحت کرتے جائیے' جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ اس کا اثر ضرور قبول کرے گا اور اسے فائدہ بھی ہوگا۔ قرآن کے شروع میں جس طرح فرمایا گیا کہ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲﴾ ''(یہ قرآن) ہدایت ہے پرہیزگار لوگوں کے لیے۔''

اللہ تعالیٰ نے نیکی اور بدی، اچھائی اور برائی کی پہچان انسان کی فطرت میں شامل کر دی ہے۔ انسان کا ضمیر بتا دیتا ہے کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے۔ بڑے سے بڑے گناہ گار شخص کے دل میں بھی اگر کسی وقت اللہ کا خوف پیدا ہو جائے تو یہ قرآن اس کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ آپؐ یاددہانی کرواتے رہیں یعنی اللہ کا کلام انہیں پڑھ کر سناتے رہیں۔

﴿وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝۱۱﴾ ''البتہ جو شقی (بدبخت) ہے وہ اس سے پہلوتہی کرے گا۔''

ہدایت سے منہ وہی موڑتا ہے جو بدبخت ہو۔ جس نے تہیہ کر لیا ہو کہ وہ اپنی آخرت برباد کر کے چھوڑے گا اور ایسے لوگوں کا انجام پھر کیا ہوگا:

﴿الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝۱۲﴾ ''جو (آخرکار) داخل ہوگا بڑی آگ میں۔''

﴿ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝۱۳﴾ ''پھر نہ اس میں وہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔''

قرآن مجید میں یہ مضمون کئی مقامات پر بیان ہوا ہے۔ ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط﴾ (الزخرف:77) ''اور وہ (جہنم کے نگران سے) ندا کریں گے کہ اے ''مالک''! تمہارا پروردگار ہمیں موت دے دے'' ﴿قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝۷۷﴾ ''وہ جواب دے گا کہ تمہیں تو اب ہمیشہ (یہیں) رہنا ہے۔''

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝۱۴﴾ ''یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے خود کو پاک کر لیا۔''

﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝۱۵﴾ ''اور اُس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔''

ہمارے نفس کے اندر شر کے رجحانات بھی موجود ہیں اور نیکی کے بھی۔ غلط رجحانات پر روک لگا کر نیکی کے رجحانات کو پروان چڑھانے کا نام تزکیہ ہے۔ لہٰذا ہمارا دین تزکیے کا پورا نظام دیتا ہے۔ پانچ وقت کی نماز، تلاوت قرآن، روزہ، حج، جمعہ اور عیدین کی نمازیں، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات یہ سب تزکیے کا ذریعہ ہیں۔ اب جن لوگوں نے دین پر عمل کو اپنا شعار بنا لیا تو وہ پاک ہو جائیں گے اور قرآن ایسے لوگوں کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔

﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۱۶﴾ ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔''

یہاں اصل خطاب مشرکین مکہ سے ہے۔ ان کا مسئلہ یہ نہیں تھا کہ انہیں دعوت کی سمجھ نہیں آ رہی تھی بلکہ ان کا دل بھی گواہی دے رہا تھا کہ قرآن جو کہہ رہا ہے وہ سچ ہے مگر ان کا اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس نظام کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے جو ان کے غلط کاموں کو بھی تحفظ دیتا تھا۔ جبکہ ایمان لانے کی صورت میں سارے غلط کاموں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اس لیے قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا اصل مرض ہی یہ ہے کہ تم دنیا کی ان حرام کاریوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ گناہوں کی لذت تمہیں ہدایت کی طرف آنے نہیں دیتی۔

اس دور میں منافقت نہیں تھی جو ایمان لاتا تھا وہ واقعی ہی دنیا کی سب لذتوں کو چھوڑ کر آخرت کا ہو جاتا تھا اور جو گناہوں کو نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ کم از کم مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کرتا تھا۔ لیکن آج عجیب دور ہے کہ ہم سارے حرام کام کرنے، سرتاپا گناہوں میں ڈوبے ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار و مشرکین کے اتحادی بن کر بھی ہم مسلمان ہیں اور یہود و ہنود سے بڑھ کر اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کے باوجود بھی ہم مسلمان ہیں اور یہ ساری منافقت اقتدار، دولت، شہرت اور بعض اوقات صرف چند ڈالرز کے لیے ہے۔ یہی دراصل دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا ہے۔

﴿وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝۱۷﴾ ''جبکہ آخرت بہتر بھی ہے اور باقی رہنے والی بھی۔''

تم جن نعمتوں کو دنیا میں ترجیح دے رہے ہو۔ ان کے مقابلے میں آخرت کی نعمتیں بہت اعلیٰ اور ہمیشہ رہنے والی ہیں جبکہ دنیا کی نعمتیں بالآخر ختم ہونے والی ہیں۔

﴿اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝۱۸﴾ ''یقیناً یہی بات پہلے صحیفوں میں بھی ہے۔''

یعنی تذکیر اور ہدایت کا اصل جوہر اور خلاصہ یہی ہے کہ انسان آخرت کو دنیا پر ترجیح دے' کیونکہ دنیا فانی اور وقتی ہے جبکہ آخرت اس سے کہیں بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ ہدایت کے حوالے سے یہ بنیادی نکتہ پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی مذکور تھا۔ آپ ﷺ کی دعوت کوئی نئی نہیں ہے۔ تمام انبیاء و رسل بھی یہی دعوت دیتے رہے ہیں۔

﴿صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝۱۹﴾ ''(یعنی) ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف تو آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں' البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحائف کا آج بظاہر کہیں نشان نہیں ملتا۔ البتہ 1892ء میں آرجیمس نام کے ایک شخص نے ایک قدیم نسخہ کیمبرج سے شائع کیا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ یہ حضرت ابراہیمؑ کا صحیفہ ہے۔ بعد ازاں یورپ کی دیگر زبانوں میں بھی اس کے ایڈیشنز شائع ہوئے تاہم یہ تصدیق نہیں ہو سکی کہ وہ واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صحیفہ تھا۔ بہرحال قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ چار آسمانی کتابوں کے علاوہ بھی صحائف نازل کیے گئے ہیں۔ ان سب کا نچوڑ قرآن مجید کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے اور وہ نچوڑ یہی ہے کہ آخرت کی زندگی دنیا کی زندگی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

چنانچہ اصل کامیابی اسی میں ہے کہ ہم قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرتے ہوئے تذکیر کا اہتمام کریں اور اپنے رب کی پاکی بیان کریں۔ اپنے رب کو ذات اور صفات میں سب سے اعلیٰ و برتر مانیں۔ اس کا عملی نمونہ آپ ﷺ نے اللہ کے دین کو غالب کر کے ہمیں دکھا دیا۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم ہر شعبۂ زندگی میں دین کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنے کی کوشش کریں اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم پہلے اپنے نفس کو جس قدر ممکن ہو سکے ہر برائی اور عیب سے پاک کر لیں۔ اس کا بہترین ذریعہ قرآن سے راہنمائی حاصل کرنا ہے۔ آج ہماری ذلت و پستی اور تمام مسائل اور مصائب کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم قرآن سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ قرآن کی رو سے یہی بدبختی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مغلوبِ گماں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

بھارت مقبوضہ کشمیر میں یک بیک از سرِ نو اٹھ جانے والی تحریک آزادی پر بولایا ہوا ہے۔ ہمیشہ کی طرح گدھے سے گر کر کمہار پر غصہ نکالنے والی پالیسی پر قائم ہے۔ اُڑی میں فوجی اڈے پر مشکوک حملہ بھی اسی تسلسل میں ہے۔ پاکستان کو ملوث کرنے کی پیہم کوششیں، مودی کی پاکستان دشمنی ہی کا قضیہ ہے۔ اپنے عوام کا حقائق سے دھیان بٹانے کو جنگ کا طبل بجانا، خوف کی فضا پیدا کرنا، دھونس دھمکی کی زبان بولنا۔ کچھ بھی تو نیا نہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ کشمیری عزم و استقامت میں راسخ اور اپنی تحریک میں خودکفیل ہیں۔ یہ مقامی جدوجہد ہے۔ پاکستان جو 9/11 سے پہلے اخلاقی پشت پناہی کر رہا تھا، پرویز مشرف کے یوٹرن نے افغانستان اور کشمیر دونوں پر امریکہ کی خوشنودی کی خاطر سب کچھ بدل کر رکھ دیا تھا۔ افغان طالبان جو ہمارے فطری حلیف تھے، جن کی دوستی نے ہمارے لیے سرحدیں بے معنی کر دی تھیں۔ جغرافیائی، تزویراتی گہرائی پاکستان کو حاصل ہو گئی تھی۔ افغان مہاجرین کی طویل میزبانی سے پاکستان کو ایک بہادر قوم کے احسان مند دست و باز و میسر آ گئے تھے، جو آڑے وقت ہمارے ساتھ دشمن کے مقابل شانہ بہ شانہ ہوتے۔ لیکن امریکہ نیٹو کے فرنٹ لائن اتحادی اور امریکی جنگ کے سہولت کار بن کر ہم نے افغانستان میں دشمنی کے بیج بوئے اور نفرتوں کی فصل کاٹی۔ کشمیر کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ رکھنے والے نظریاتی جماعتوں کے کارکنوں کو، قبائلی علاقوں کے بہادر عوام کو جو بھارت کے خلاف کسی بھی معرکے میں دفاعِ پاکستان کی مضبوط صفیں فراہم کرتے، ہم نے امریکہ کی خوشنودی میں کچل ڈالا۔ بھارت بخوبی جانتا ہے کہ کشمیریوں کی مدد کا باب ہی ہم نے پھاڑ ڈالا تھا۔ کشمیریوں کی پاکستان سے غیر مشروط محبت، پاکستانی جھنڈوں کا، اپنی جانوں کے نذرانے دے کر لہرایا جانا، ہمارے سر شرم سے جھکا دیتا رہا۔ تا آنکہ اب اپنی بقا کی خاطر بالآخر پاکستان کو کشمیر کیس از سرِ نو اقوام متحدہ میں، اور عالمی سطح پر اٹھانا پڑا۔ آنچہ دانا کند، کند ناداں...... لیک بعد از خرابیٔ بسیار!

اب یہ کیس ہم لڑنے اٹھے ہیں تو کیفیت یہ ہے کہ امریکہ پوری ڈھٹائی سے ہم سے، کشمیر سے یوں منہ پھیرے کھڑا ہے گویا جانتا ہی نہیں، پہچانتا ہی نہیں۔ یہ امریکہ کو پہلے روس سے نجات دلانے میں اپنا حصہ ادا کرنے والا پاکستان، پھر افغان شیروں سے لرزتے کانپتے کو حوصلہ اعتبار دے کر، اس کا سہولت کار بن کر فرنٹ لائن اتحادی، نان نیٹو اتحادی بنا پاکستان! اپنی معاشی کمر تڑوا کر اب جب بھارت کے جارحانہ عزائم کے مقابل امریکہ کی طرف دیکھا (کہ اب امریکہ ہمارے احسانات کا بدلہ چکائے گا!) تو جان کیری نے نواز شریف کو گھر کا: ''اپنا ایٹمی پروگرام محدود کرو۔ حقانی کے خلاف اقدامات کرو!'' کشمیر کی کاف بولنے پر بھی وہ رضامند نہیں...... بلکہ بھارت، امریکہ پشت پناہی سے شہ پا کر ہمیں خونخوار نظروں سے دیکھ اور دھمکا رہا ہے! ایک سرحد پر افغان کٹھ پتلی حکومت اور غاصب امریکی ہمارے در پے ہیں۔ ایران وقتاً فوقتاً غرانے میں کچھ کم نہیں...... اور اب بھارت سرگرم ہے۔

ایسے میں ہم کس حال میں ہیں؟ جنگی چیلنج سے نمٹنے کے لیے صرف اعلانات کافی نہیں ہوا کرتے۔ ٹھوس عملی تیاری کیا ہے؟ ڈنڈا بردار فورس، بلا برداران اور انڈہ بردار آپس میں نمٹنے کو تیار کھڑے ہیں۔ رائے ونڈ کا محاذ گرم ہے۔ کفن پوش سر بکف پی ٹی آئی کے کارکنان بھی جہادِ کرسی میں رتبۂ بلند پانے کو موجود ہیں۔ سول ملٹری کشاکش دھرنوں سے لے کر آج تک مسلسل پسِ پردہ موسیقی کی طرح جاری وساری ہے۔ کبھی بوٹوں کی دھمک صاف سنائی دینے لگتی اور کبھی دھیمے سروں میں سرزنش بن کر چلتی چلی جاتی ہے۔ ازلی ابدی دشمن کے مقابل اب قومی رویے کیا ہونے چاہئیں......؟ دس سال کا بچہ بھی بتا دے گا! ملک ہوگا تو کرسیاں بھی ہوں گی۔ سانحۂ مشرقی پاکستان سے ہم نے کچھ بھی نہ سیکھا! ان حالات میں جب ہم چہار جانب دشمنوں میں گھرے ہیں، سب سے پہلے گھر کے احوال درست کرنے کی ضرورت ہے۔ بات صرف اتحاد و اتفاق کی نہیں ہے۔ بھارت کی طرف سے اٹھنے والے جنگی چیلنج کا مقابلہ کس جذبہ سے ہوگا؟ اس کے لیے نہ موم بتی مار کہ سول سوسائٹی، نہ فیشن پیریڈیئے، کیٹ واکیئے، میوزیکل طائفے کام آئیں گے۔ نہ یہ معرکے گٹار، بون فائر اور بھنگڑوں سے جذبہ کشید کر سکتے ہیں...... نہ یہ جنگ سیکولرازم، لبرل ازم کے بس کی چیز ہے۔ نہ قومیت میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنے سے کئی گنا بڑی قوت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی ہو سکے!

آخر اس آڑے وقت طیب اردوان کیوں اظہارِ اخوت و یک جہتی میں کشمیر اور پاکستان کے حق میں بیان دے رہا ہے؟ او آئی سی اور سعودی ولی عہد کا پاکستان سے کیا رشتہ ہے جو وہ ہمارا ساتھ دینے اور کشمیریوں کے حق پر آواز بلند کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کے سوا بھی کچھ ہے؟ ہمیں اپنی شناخت سے نظریں چراتے 16 سال گزر گئے۔ جتنا بھیانک، تکلیف دہ اور بدنما عمل (بلاضرورت) جنس بدلنے کا ہوتا ہے، جس کے بعد وہ Transgender۔ درمیانی ہیئت، مرد و زن کے بیچ وجود میں آتا ہے...... طرح طرح کے آپریشن کروا کے، ادویات ہارمون کھا کر۔ ہم نے ان 16 سالوں میں ڈالر (بروزنِ ہارمون) کھا کھا کر اپنی شناخت کا حشر نشر کر لیا۔ میگنم چاکلیٹ پارٹی (ڈان ڈاٹ کام۔ 22 ستمبر) ملاحظہ فرما لیجیے۔ یہ پاک استان ہے؟ فیشن شو کیٹ ڈاگ واک کے بیچ ایک لڑکی گود میں بچہ اٹھائے بظاہر کنواری مریم اور حضرت عیسیٰؑ دکھانے کی در پردہ کوشش! پناہ بخدا! ثقافتی دہشت گردی کے یہ مناظر ملک کی ایلیٹ کے ہمراہ کشمیر فتح کرنے کی تیاری! ''جنگ کھیڈ نئی ہوندی زنانیاں دی'' کا جنگی ترانہ بڑا مقبول رہا۔ تو یہ بھی جان لیجیے کہ جنگیں مخنث بھی نہیں لڑا کرتے۔

سب سے پہلے کافر دشمن کے مقابل اپنی دینی، اخلاقی، روحانی شناخت اور ہیئت لوٹایئے۔ اے مردِ مجاہد جاگ ذرا اب وقتِ شہادت ہے آیا......! شہادت کا اعزاز جس ہستی نے عطا کرنا ہے، دشمن کے مقابل مدد جس سے مانگنی ہے اس سے پوچھیے تو کہ یہ اعزاز ملتا کیسے ہے؟ (جس طرح آپریشن بڑھئی، نائی سے نہیں کرواتے، اسی طرح یہ بھی اہلِ علم ہی سے پوچھیے! سیکولر لبرل کیا جانے!) شہادت جہاد فی سبیل اللہ سے منتج ہے۔ نبی ﷺ ایک شخص کے استفسار پر وضاحت فرماتے ہیں کہ مجاہد فی سبیل اللہ کون ہے؟ مال کے لیے، شہرت کے لیے، بہادری کے لیے لڑنے والا......؟ تو آپ ﷺ نے تینوں کی نفی فرمائی اور فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ صرف وہی ہے جو کلمۃ اللہ بلند کرنے کے لیے لڑتا ہے۔ قومیت اسلام میں نہیں۔ مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا۔ اسی پر تو کفر سیخ پا ہوتا

ہے۔ لاکھ بھلانے کی کوشش کر دیکھیں پاکستان کلمے کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ کرکٹ کھیلنے، حصول کرسی، سول سوسائٹی کی موم بتیوں، سیکولرازم کی حکمرانی کے لیے نہ بنا تھا۔ ان مقاصد کے لیے واللہ ایک مسلمان بھی گھر سے قدم نہ نکالتا اپنی چھنگلیا نہ کٹواتا۔ قائد و اقبال کا مؤقف (اسلامی پاکستان کے لیے) دوٹوک، واضح، برملا، مسلسل بیان کردہ محفوظ ہے۔ سیکولر بلند آہنگ واویلا پاکستان کی وجۂ وجود اور تاریخی حقائق کو بدل نہیں سکتا۔ سولوٹیے اپنی شناخت کی طرف۔ بھارت کے لیے سیکولر پاکستان، باہم دگر بہ دست و گریبان پاکستان تو (خدانخواستہ) لقمۂ تر ہوگا۔ البتہ تکبیروں کا مقابلہ اس کے بس کی بات نہیں۔ نہتے کشمیریوں کے مقابل بھاری بھرکم بھارتی فوج کی کسمپرسی دیکھ لیجیے......! افغانستان سے ہیمپر پہن کر فرار ہوتی سپر پاوروں کو دیکھ لیں۔

پاکستان کی قوت کا اصل راز تکبیر میں ہے۔ یوم تکبیر بھی اللہ ہی کی کبریائی کا معجزہ ہے۔ امریکہ سے ہاتھ دھو لیجیے۔ وہ ڈالر اور محبت صرف مسلمان مارنے پر دیتا ہے۔ بھارت کے بالمقابل 1971ء کا چلا امریکی مدد کا بحری بیڑا آج تک نہ پہنچا! کہ خوشی سے مرنہ جاتے اگر اعتبار ہوتا! جان کیری کی ڈھٹائی بھری بے اعتنائی کیا دیکھ نہیں لی؟ عقل کے فیصلوں نے ہمیں آج زخم زخم کر دیا۔ اب عشق کے فیصلے کر دیکھیے۔ ہزار سجدوں سے نجات دینے والا وہ ایک سجدہ کر لیجیے۔ یوں بھی حالت سجدہ میں دماغ کا وہ حصہ (Frontal Lobe) ہم اللہ کے آگے ٹیک دیتے ہیں جو عقل اور آزاد مرضی کا مسکن ہوتا ہے......! یاد کیجیے وہ تاریخی واقعہ جس میں صلاح الدین ایوبی کو بڑی بھاری صلیبی فوج کا سامنا تھا۔ عقل کے پیمانوں پر مقابلہ ممکن نہ تھا۔ ساری رات یہ عظیم مجاہد سجدہ گاہ آنسوؤں سے بھگوتا رہا۔ صبح ہوئی۔ عزم نو اور اللہ کی مدد کے بھروسے پر نکلا تو مژدہ سنایا گیا: صلاح الدین تیرے سجدوں نے، تیرے آنسوؤں نے صلیبی بحری بیڑا ڈبو دیا! یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے! اپنی تاریخ سے بے بہرہ۔ اپنے مجاہد سپوت محمد بن قاسمؒ، طارق بن زیادؒ، موسیٰ بن نصیرؒ، قتیبہ بن مسلمؒ کی داستانوں سے لاعلم راگ رنگ میں ڈوبے نوجوانوں کو اس سحر سے نکالیے......قوت، شوکت، فتح و نصرت سبھی کچھ پالیں گے۔

شراب کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا!

☆☆☆

قابلِ غور

معاشی تحریک کے اہم نکات

شاہ ولی اللہؒ

1۔ دولت کی اصل بنیاد ''محنت'' ہے۔ مزدور اور کاشتکار اصل اکتسابی قوت ہیں۔ باہمی تعاون شہریت citizenship کی روح رواں ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک اور قوم کے لیے محنت نہ کرے، ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

2۔ جوا، سٹہ اور عیاشی کے اڈے فی الفور ختم کیے جائیں جن کے ہوتے ہوئے تقسیم دولت کا صحیح نظام قائم نہیں ہوسکتا۔ ان اڈوں کی موجودگی میں قومی دولت بہت سی جیبوں سے نکل کر ایک طرف سمٹ آتی ہے۔

3۔ مزدور، کاشتکار اور وہ لوگ جو ملک وقوم کے لیے دماغی کام کریں، وہ ہی دولت کے اصل مستحق ہیں۔ ان کی ترقی اور خوشحالی ملک وقوم کی ترقی اور خوشحالی ہے۔ جو نظام محنت کش قوتوں کو دبائے، وہ ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ ہے۔ ایسے نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہیے۔

4۔ جو سماجی نظام محنت کی صحیح قیمت ادا نہ کرے، قابل اعتبار نہیں، جب تک کہ اس کی محنت کی وہ قیمت ادا نہ کی جائے جو امداد باہمی کے اصول پر لازم ہوتی ہے۔

5۔ ضرورت مند مجبور مزدور کی خاموش رضامندی قابل اعتبار نہیں، جب تک کہ اس کی محنت کی وہ قیمت ادا نہ کی جائے جو امداد باہمی کے اصول پر لازم ہوتی ہے۔

6۔ جو پیداوار اور آمدنی، باہمی اور تعاون کے اصول پر نہ ہو، وہ خلاف قانون ہے۔

7۔ ''کام کے اوقات محدود کیے جائیں۔'' مزدوروں اور کاشتکاروں کو اتنا وقت ضرور ملنا چاہیے کہ وہ اپنی روحانی اور اخلاقی اصلاح کرسکیں اور ان کے اندر اپنے مستقبل کے متعلق غور وفکر کی صلاحیت پیدا ہوسکے۔

8۔ باہمی تعاون کا بہت بڑا ذریعہ تجارت اور کاروبار ہے۔ لہٰذا اس کو تعاون ہی کے اصول پر جاری رہنا چاہیے۔ پس جس طرح تاجروں اور کاروباری حضرات کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ اور ذخیرہ اندوزی یا غلط قسم کا مقابلہ بازی سے تعاون اور امداد باہمی کی روح کو نقصان پہنچائیں، اسی طرح حکومت کے لیے بھی مناسب نہیں کہ طرح طرح کے بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ اور ترقی میں رکاوٹ پیدا کرے اور رخنہ اندازی کرے۔

9۔ وہ تجارت یا کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقے میں منحصر ومخصوص کر دے، ملک وقوم کے لیے تباہ کن ہے۔

10۔ ایسا سیاسی وسماجی نظام، جس میں چند اشخاص یا چند خاندانوں کو عیش وعشرت کے سبب سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اس کا مستحق ہے کہ اس کو جلد از جلد اوپر سے نیچے تک ختم کر کے عوام کے مصائب دور کیے جائیں اور ان کو مساویانہ نظام زندگی کا موقع دیا جائے۔

11۔ زمین کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ اور ظاہری نظام کے لحاظ سے ''ریاست'' state ہے۔ ملک کے باشندوں کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانے میں ٹھہرنے والوں کی۔ ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حق انتفاع میں دوسرے کی دخل اندازی قانوناً ممنوع ہے۔

12۔ تمام انسان برابر ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالک الملک، ملک الناس، مالک قوم یا انسانوں کی گردنوں کا مالک تصور کرے، نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی صاحب اقتدار کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرے۔

13۔ ریاست کے سربراہ کی حیثیت وہ ہے جو کسی وقف کے متولی کی۔ وقف کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو اتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام باشندے کی طرح زندگی بسر کرسکے۔

14۔ روٹی، کپڑا اور مکان اور ایسی استطاعت کہ نکاح کرسکے، بلا لحاظ مذہب ونسل وزبان، ہر ایک انسان کا پیدائشی حق ہے۔

15۔ اسی طرح مذہب، نسل، رنگ یا زبان کے کسی فرق و تفاوت کے بغیر، عام باشندوں عام باشندگان کے معاملات میں یکسانیت اور مساوات کے ساتھ عدل وانصاف، ان کے جان ومال کی حفاظت، ان کی عزت وناموس کی حفاظت، حق ملکیت میں آزادی، حق اظہار میں آزادی، ملک کے ہر باشندے کا بنیادی حق ہے۔

16۔ اپنی تہذیب، ثقافت اور زبان کو زندہ رکھنا ہر فرقے کا بنیادی حق ہے۔ **حجۃ اللہ البالغہ**

❁❁❁

راحت رساں بنیے!

محمد کاشف اقبال

تکلیف دینے کی مذمت

اسلام کے معاشرتی احکامات میں بنیادی تعلیم یہ ہے کہ معاشرہ کا کوئی فرد کسی بھی انسان تو کیا جانور کے لیے بھی تکلیف کا باعث نہ بنے۔ اسلام جس معاشرہ کا خواہش مند ہے، اس میں تکلیف...... اذیت...... تنگی و ترشی...... کسی صورت برداشت نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث اپنے پیروکاروں کے لیے ایذارسانی کی صاف و واضح مذمت بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا(۵۸) ﴾ (الاحزاب)

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے کسی جرم کے بغیر تکلیف پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان طرازی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لاد لیا ہے۔''

اس آیت شریفہ میں مومن عورتوں کا خصوصی طور الگ سے ذکر فرمایا گیا ہے کہ عورت کم زور ذات ہے، اس کو تکلیف پہنچانے والے مرد اپنی طاقت پر گھمنڈ نہ کریں بلکہ بادشاہوں کے بادشاہ اللہ جل جلالہ کی پکڑ سے ڈریں۔ (التحریر والتنویر: 341/11)

دل کے زخم

اس آیت میں تکلیف پہنچانے والوں کو دو بڑے گناہوں کا مرتکب و سزاوار قرار دیا گیا ہے۔

1۔ بہتان طرازی کا گناہ

2۔ واضح و اعلانیہ گناہ

مفسرین رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ تکلیف اگر کسی حرکت و عمل سے پہنچائی جائے تو کھلے گناہ کا مستحق ہے لیکن اگر زبان کی قینچی سے دل چیر دیا جائے تو اس کے ساتھ بہتان طرازی جیسا بدترین گناہ بھی ملتا ہے۔

''لِاَنَّهٗ یَصِلُ اِلَی الْقَلْبِ'' (التفسیر الکبیر: 378/14)

''کہ زبان کی کڑواہٹ دل تک اترتی ہے۔''

اسی مناسبت سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ)) (جامع الترمذی)

''حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

یعنی دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچاؤ اسلام کی وہ بنیادی علامت ہے جس کے بغیر کوئی شخص قانونی اور سرکاری سطح پر تو مسلمان کہلا سکتا ہے لیکن ایک سچے مسلمان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔

اسلام کی اس امن پسندی کو ایک دوسری حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) (سنن ابن ماجۃ)

''(اسلام میں) کسی کو تکلیف پہنچانے یا ایک دوسرے کو مقابلے میں تکلیف پہنچانے کی کوئی گنجائش نہیں۔''

اس حدیث میں دو لفظ استعمال فرمائے۔

(1) ضرر: اس کے معنی ہے کہ تکلیف پہنچانے میں ابتدا کرنا۔

(2) اضرار: اس کا مطلب ہے کہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانا۔

مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ نہ تو نقصان پہنچانے کی ابتدا کرو اور نہ ہی کسی دوسرے کو تکلیف پہنچانے پر شرعی حدود کو پار کرتے ہوئے بڑھ چڑھ کر دوسرے کو نقصان پہنچاؤ۔

برکت کیسے حاصل ہو؟

اس کے بعد تو حضور کریم ﷺ نے واضح الفاظ میں فرمادیا:

((مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا)) (الجامع الصغیر)

''جو شخص کسی مومن کو نقصان پہنچائے وہ ملعون ہے (اللہ کی رحمت سے دور ہے)۔''

یعنی کسی بھی درجہ میں تکلیف دینے والا اللہ کی رحمت سے اس وقت تک دور رہتا ہے، جب تک یہ تکلیف کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ آج کل بے برکتی...... نحوست...... مہنگائی...... گھریلو ناچاقیوں...... کا رونا رویا جا رہا ہے، اس کے لیے بزرگوں سے دعائیں اور عاملوں سے تعویذیں لینے کے لیے لمبی لمبی لائنوں میں وقت صرف کیا جاتا ہے، اس کے ساتھ یہ بھی ضرور سوچیے گھر...... سڑک...... آفس میں...... کسی انسان کو میرے کسی فیصلے یا عمل سے تکلیف تو نہیں پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے رحمت ہٹالی ہے۔

اسی رحمت سے دوری کی حالت میں اگر انتقال ہو جائے تو حضور ﷺ اس کا ٹھکانہ جہنم متعین فرماتے ہیں:

''کُلُّ مُؤْذٍ فِی النَّارِ'' (الجامع الصغیر، الرقم: 8406)

''ہر تکلیف پہنچانے والا جہنمی ہے۔''

لہٰذا نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ اس تحریر کا قاری محض معلومات کا شوقین نہ ہو بلکہ ان ارشادات کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے معاشرے میں اپنے مختلف کرداروں کا اس پہلو سے محاسبہ ضرور کرے کہ ''میں راحت رساں ہوں یا ضرر رساں؟''

میں کون ہوں؟

ایک انسان معاشرے میں متعدد کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اپنی ماں کا بیٹا، بیوی کا شوہر، بیٹی کا باپ ہونے کے ساتھ اپنے ادارے کا ملازم، مالک، اپنے ماتحتوں کا افسر اور اپنے افسران بالا کا ملازم، حکام بالا کا ماتحت ہوتا ہے۔ حالات کے بدلنے سے یہ نسبتیں بھی بدلتی رہتی ہیں۔

شریعت ہر ذمہ داری کی ادائیگی کے دوران تکلیف پہنچانے کو ختم کرنے کی خواہش مند ہے۔ ہمارے بہت سے اعمال ایسے ہیں جو دوسروں کے لیے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ دوسروں کے لیے راحت رساں بننے کے لیے اسلام نے ہمیں سنہری اصول بتائیں ہیں۔ اسلام کے ان ہی اصولوں کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ تکالیف و تنگی سے بھرا ہوا ہے۔

☆☆☆

آج تک دو ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ ہوئی ہے اور نہ ہونے کا کوئی امکان ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں جنگ کی تیاریوں کے حوالے سے فارغ ہو جانا چاہیے۔ ہمارے بجٹ میں خسارہ حکمرانوں کی کرپشن کی وجہ سے ہے دفاعی بجٹ کی وجہ سے نہیں: ایوب بیگ مرزا

نائن الیون ایک ایسا بیانیہ تھا جو انہوں نے اس وقت دنیا کو بیوقوف بنانے کے لیے گھڑا تھا۔ اسی طرز پر انڈیا نے پارلیمنٹ ہاؤس پر حملہ کا ڈراما کروایا، پھر پٹھانکوٹ کا واقعہ اور پھر اُڑی حملہ، ایسے سب واقعات صرف اسی بنیاد پر ہوتے ہیں کہ پاکستان کو ٹارگٹ کیا جائے: رضوان الرحمٰن رضی

پاک بھارت کشیدگی، جنگ کے امکانات اور بھارتی غاصبانہ حربے کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ” زمانہ گواہ ہے “ میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال : نائن الیون کے واقعہ کے بعد پاکستان کے خلاف بھارت وہی حرکتیں کر رہا ہے جو امریکہ نے نائن الیون کا ڈراما کرنے کے بعد اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کی تھیں۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

رضوان الرحمٰن رضی : جب ہم بھارت کہتے ہیں تو اس سے انڈیا کی ساڑھے تین فیصد برہمن آبادی مراد ہوتی ہے جس کی انڈین پارلیمنٹ میں نمائندگی 70 فیصد سے بھی زائد ہے اور ہر دوسرے شعبے میں بھی برہمن ہی کنٹرول کر رہے ہیں۔ نائن الیون کو صرف امریکہ یا انڈیا نے نہیں بلکہ ہر ملک نے گلوبل narrative بنایا۔ پروپیگنڈے کے زور پر ایک بیانیہ دنیا کو دے دیا جاتا ہے۔ جب تک دنیا اس بیانیہ کے سحر سے نکلتی ہے تو نیا بیانیہ تیار ہوتا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے صرف ایک مثال کافی ہوگی۔ اقوام متحدہ کا اسلحہ انسپکٹر جان کیلی عراق میں اسلحہ کی **انسپیکشن** کے لیے گیا ہوا تھا۔ واپس آ کر اس نے رپورٹ دینی تھی کہ وہاں پر ہمیں کوئی weapon of mass destruction نہیں ملے۔ لیکن اس سے قبل ہی BBC کے ایک صحافی رچرڈ گیلی گن نے اس سے انٹرویو کیا۔ یہ انٹرویو آن ایئر جاتے ہوئے رکوا دیا گیا۔ رچرڈ گیلی گن کو بی بی سی کے دفتر سے اسی وقت نکل جانے کا حکم ملا اور انسپکٹر جان کیلی اگلے دن اپنے گھر میں مردہ پایا گیا۔ صاف ظاہر ہے کہ برطانیہ کو اس وقت وہ بیانیہ وارا نہیں کھا رہا تھا اگرچہ بعد میں سارا معاملہ سامنے بھی آ گیا اور اس وقت کا برطانوی وزیراعظم آج اقرار کرتا پھرتا ہے کہ عراق میں اس نوعیت کا کوئی اسلحہ تھا ہی نہیں لیکن اس وقت بہرحال انہوں نے ایک جھوٹے پروپیگنڈے کے زور پر دنیا کو ایک بیانیہ دیا اور اس کی بنیاد پر عراق میں بارہ لاکھ سے زائد لوگ بے گناہ مارے گئے۔ اسی طرح امریکہ کا اقتصادی مفاد ہے کہ دنیا میں جنگیں ہوں گی تو امریکہ کی معیشت چلے گی لہٰذا ان طاقتوں کا اپنا ایک بیانیہ ہوتا ہے جو ان کے اپنے مفادات کے تابع ہوتا ہے۔ وہ بعد میں جھوٹا بھی ثابت ہو جائے تو وہ اس پر ذرا برابر شرم محسوس نہیں کرتے۔ نائن الیون ایک ایسا بیانیہ تھا جو انہوں نے اس وقت دنیا کو بیوقوف بنانے کے لیے گھڑا تھا۔ اسی طرز پر انڈیا نے

مرتب: محمد رفیق چودھری

پارلیمنٹ ہاؤس پر حملہ کا ڈراما کروایا، پھر پٹھانکوٹ واقعہ ہے، پھر یہ اُڑی کا واقعہ ہے۔ یہ سب واقعات صرف اسی بنیاد پر ہوتے ہیں کہ ہم نے پاکستان کو ٹارگٹ کرنا ہے۔ انڈیا میں اس وقت مودی کے ساتھ جو مائنڈ سیٹ اُبھر رہا ہے وہ اس 35 کروڑ کی آبادی پر مشتمل مڈل کلاس کا آئینہ دار ہے جس کو برہمن dominate کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حالیہ سروے کے مطابق 56 فیصد انڈین کہتے ہیں کہ پاکستان کو بم مار کے ختم کر دینا چاہیے کیونکہ اس مڈل کلاس کی گروتھ اسی سوچ کے ساتھ ہوئی ہے کہ پاکستان ہمارا دشمن ہے اور ہم نے پاکستان کو isolate کرنا ہے اور اسے تباہ و برباد کرنا ہے۔

ایوب بیگ مرزا : اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ کی طرح بھارت بھی سپر پاور بننے کے شوق میں مبتلا ہے اور اسی شوق میں اس نے اس طرح کے واقعات کروائے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا دکھ اس وقت ہوتا ہے کہ جب ہمارے اپنے لوگ خاص طور پر سیکولر طبقہ سے بعض عناصر جن کا تعلق پاکستان سے ہے اور وہ مسلمان ہیں اس پروپیگنڈا کی زد میں آ کر پاکستان کو ان واقعات میں ملوث ٹھہراتے ہیں۔ جیسے اُڑی کے واقعہ کے بعد نجم سیٹھی نے اپنے مضمون ”پاکستان کی سکیورٹی کو لاحق خطرات“ میں لکھا ہے کہ ”آخرکار بھارت پٹھانکوٹ اور اڑی جیسے حملے کب تک برداشت کرے گا“۔ گویا وہ مان چکے ہیں کہ یہ پاکستان ہی کر وا رہا ہے۔ تو جب اپنے ہی اداروں پر شک و شبہ کا اظہار کیا جاتا ہے تو پھر ظاہر ہے دوسرے تو اس سے بڑھ چڑھ کر پروپیگنڈا کریں گے۔

سوال : کیا بھارت کے ایسے الزامات کو دنیا سچ مان لیتی ہے یا دنیا کو پتا ہے کہ حقیقت کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا : دنیا کے جو ادارے ہیں ان کے سامنے تو حقیقت بالکل واضح ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس میں جھوٹ کتنا ہے اور سچ کتنا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ پاکستان نے ہر ایسے واقعہ کے ثبوت انڈیا سے مانگے ہیں لیکن بھارت نے آج تک کسی واقعہ کے ثبوت فراہم نہیں کیے۔ بھارتی اداروں کی اپنی تحقیقات میں پارلیمنٹ پر حملہ اور پٹھانکوٹ حملہ فراڈ ثابت ہو چکے ہیں۔ لیکن جب ہمارے دانشور آگے بڑھ بڑھ کر بتا رہے ہیں کہ یہ کام ہم نے ہی کیا ہے تو بھارت کو پروپیگنڈا کرنے سے کون روکے گا۔ لہٰذا ہمیں پہلے ان لوگوں کی زبانوں کو لگام دینے کی ضرورت ہے کہ یہ سوچ سمجھ کر بات کریں۔ اگر تو انڈیا نے ان کو کوئی ثبوت فراہم کیے ہیں تو یہ سامنے لائیں تاکہ لوگ واقعتاً خفیہ ایجنسیوں سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ ورنہ ان کو ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس کا کوئی ثبوت نہ ہو۔

سوال : پہلے بھی ایک موقع پر اسی طرح فوجیں آمنے سامنے آ گئی تھیں۔ کیا کوئی امکان ہے کہ چنگاری سلگ اُٹھے یا یہ محض ڈراما ہی چل رہا ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی : جنگ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے ہمیں بتایا گیا کہ سیاچن میں فوجیں آمنے سامنے ہیں اور جنگ ہوا چاہتی ہے۔ اسی

طرح کارگل میں دونوں جانب سے کامیابیوں کے بڑے دعوے کیے گئے لیکن جنگ کارگل سے آگے نہ بڑھی۔ پھر 2002ء میں ایک دفعہ پھر جنگ ہونے لگی تھی لیکن نہیں ہوئی۔ یہ آخری دفعہ جنگ ہونے والا لطیفہ سنایا گیا ہے۔ اب اگلی دفعہ دونوں ممالک اس طرح کریں گے تو لوگ ہنسیں گے۔ انڈیا کے مین سٹریم میڈیا اور ہمارے سوشل میڈیا نے ایک ہائپ ایسی create کر دی ہے کہ لگنے لگ گیا ہے کہ جیسے جنگ ہونے لگی ہے مگر یہ جنگ نہیں ہوئی کیونکہ جنگ نہ دونوں ملکوں کے مفاد میں ہے اور نہ ہی دونوں ملکوں کے سرپرستوں کے مفاد میں۔ بے شک انڈیا اس وقت اسلحہ کا دنیا کا تیسرا بڑا خریدار ہے لیکن یہ اس کی مجبوری ہے کیونکہ اس کے پاس جتنی بھی ٹیکنالوجی تھی وہ روسی تھی اور اب وہ اپنی موت مر چکی ہے، ان کے طیارے فلائنگ کوفن کہلاتے ہیں۔ لہٰذا انڈیا نے اپنی پوری فوج کو ازسرِنو مسلح کرنا ہے۔ اگر وہ 36 ارب ڈالر خرچ کر رہا ہے تو اس ضمن میں کر رہا ہے۔ اس نے پورے ٹینکس اور طیارے replace کرنے ہیں۔ اس نے اپنی فوج، ایمونیشن، آرٹلری سب کو جدید بنانا ہے۔ اس لیے اس کی تو مجبوری ہے لیکن ہم ساتھ میں خواہ مخواہ لٹکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے پاس نیوکلیئر deterrence ہے جس کی موجودگی میں کوئی جنگ نہیں ہو سکتی اور کوئی ملک یہ جنگ نہیں ہونے دے گا۔ میں یہ گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں۔ تو پھر ہمیں تھوڑا سا غور کرنا چاہیے کہ ہمیں traditional weapon کے اوپر ہی رہنا چاہیے یا اپنا ایک deterrence رکھ کے اپنا بجٹ سوشل indicators کی بہتری کے لیے مختص کرنا چاہیے۔ دنیا میں پہلے پانچ ہزار ہسپتالوں کی لسٹ جاری ہوئی ہے۔ اس میں پاکستان کا کوئی ہسپتال شامل نہیں ہے۔ تعلیم کی بات کریں تو ہم سارک ممالک میں بھی سب سے نیچے ہیں۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ پاکستان اور انڈیا کی جنگ نہ ہو سکی۔ کیا یہ نیوکلیئر deterrence کی وجہ سے ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ نہ آج تک دو ایٹمی ممالک کے درمیان جنگ ہوئی ہے اور نہ ہونے کا کوئی امکان ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جنگ نہیں ہوگی اور ہمیں جنگ کی تیاریوں کے حوالے سے فارغ ہو جانا چاہیے۔

سوال: جیسے قرآن مجید میں حکم ہے کہ: ''اور تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے'' (الانفال:60)۔ یعنی اسلام ہمیں دشمن سے مقابلہ کے لیے ہر طرح کی تیاری کی ترغیب دیتا ہے۔ صرف deterrence بڑھانے سے دوسری کنونشنل وارفیئر بے معنی ہو کر نہیں رہ جاتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل نہیں بلکہ اس کی اپنی ایک حیثیت ہے۔ کبھی بھی جنگ کا آغاز اس طرح نہیں ہوتا کہ پہلے دن ہی آپ ایٹم بم استعمال کریں۔ جنگ کا آغاز کنونشنل وار سے ہوگا۔ ایٹم بم کی نوبت اس وقت آئے گی جب آپ کو معلوم ہوگا کہ ہماری سلامتی اب آخری درجے میں ہے تب اس کا کہیں استعمال ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی نوبت نہیں آنی چاہیے۔ کنونشنل جنگ کے لیے بھی بھرپور تیاری ہونی چاہیے۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اس کا پہلے بھی یہی حال تھا اور آگے بھی یہی حال رہے گا۔ کیونکہ

> حالیہ سروے کے مطابق 56 فیصد انڈین کہتے ہیں کہ پاکستان کو بم مار کے ختم کر دینا چاہیے کیونکہ ان کی گروتھ اسی سوچ کے ساتھ ہوئی ہے کہ پاکستان ہمارا دشمن ہے اور ہم نے اسے تباہ و برباد کرنا ہے۔

ہمارے ہاں حکمران چاہے فوجی ہوں یا سیاسی وہ لوٹ مار اسی طرح جاری رکھیں گے۔ ہمارے بجٹ میں خسارہ دفاعی بجٹ میں اضافے کی وجہ سے نہیں بلکہ حکمرانوں کی اسی لوٹ مار کی وجہ سے ہے۔ میں آپ کو لکھ کر دے سکتا ہوں کہ اگر دفاعی بجٹ کو دگنا کر دیں اور کرپشن جو اربوں روپے روزانہ کی ہے اس کو روک دیں تو آپ تعلیم اور صحت کے میدان میں بھی بہت آگے نکل جائیں گے۔ فرق صرف ہماری نیتوں اور ہمارے اعمال کا ہے۔ دفاعی بجٹ کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہے۔

سوال: اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نیوکلیئر ڈیٹرنس دنیوی لحاظ سے ہمارے دفاع کی ضامن بنی ہے تو ان لوگوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے جو پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے شروع سے لے کر آج تک خلاف ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: ایسے بہت کم لوگ ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بارے میں اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ ان کے دماغی علاج کی ضرورت ہے یا یہ کہ پاکستان کے ساتھ ان کی وفاداری کا معاملہ مشکوک ہے۔ بعض لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ دنیا کے حالات کیا ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پاکستان بھی امریکہ کی مارکیٹ ہے۔ اگر ہمارے پاس ایٹمی بم نہ بھی ہوتا تو امریکہ انڈیا کو کبھی بھی حملہ نہ کرنے دیتا۔ لیکن میں آپ کو بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آج انڈیا کو خدانخواستہ یہ موقع (خاکم بدہن) مل جائے کہ وہ پاکستان پر کوئی تباہ کن حملہ کر سکے تو وہ امریکہ کی ایک نہیں سنے گا۔ دیکھیے! ہم نہ جنگ چاہتے ہیں نہ ہم کسی بھی پڑوسی ملک سے اپنے تعلقات خراب کرنے کے حق میں ہیں۔ ہم ہر ملک سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں۔ ہندوستان سے ہمارے تعلقات نارملائز ہو سکتے ہیں، درمیانے ہو سکتے ہیں، غیر دشمنی پر مبنی ہو سکتے ہیں لیکن دوستانہ نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے۔ پاکستان کو ختم کرنا ان کا مذہبی فریضہ ہے۔ آپ نے ان کی دھرتی ماتا کے ٹکڑے کیے ہیں۔ وہ ٹکڑے اس نے دوبارہ جوڑنے ہیں۔ اگر آپ کا کسی کے ساتھ کسی چیز پر جھگڑا ہے۔ آپ کہتے ہیں میری ہے، وہ کہتا ہے میری ہے۔ اس کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جب وہ آپ کے وجود کے ہی خلاف ہو اور اس کی ایک ہی شرط ہو کہ میں آپ کو اس دنیا میں دیکھنا نہیں چاہتا تو اس کا سوائے اس کے کوئی حل نہیں کہ آپ اس سے باخبر رہیں، ہوشیار رہیں جبکہ اس کی طرف دوستی کا قدم بڑھانا تو حماقت ہے۔

رضوان الرحمٰن رضی: اس بات میں کسی حد تک تھوڑا سا وزن بھی ہے کہ ہم نے نیوکلیئر ٹیکنالوجی پر بہت زیادہ توجہ دی۔ لیکن کیا اس ٹیکنالوجی سے ایسے فوائد حاصل کیے جو انسانیت کے لیے سودمند تھے؟ بجائے اس کے کہ ہم اسی ٹیکنالوجی کے ذریعے بیماریوں کا علاج کرتے، ہم بجلی بھی نہیں بنا پائے، اچھی فصل کے لیے بیج نہیں بنا پائے۔ حالانکہ یہ دنیا کی واحد ٹیکنالوجی ہے جو پاکستان کے قبضے میں ہے اور جس کے اوپر پاکستان کی اتھارٹی بنی۔ لیکن ہم نے صرف اس کو بم پھوڑنے تک محدود رکھا حالانکہ آپ اس ٹیکنالوجی کا ہر طرح کا استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ دنیا کے اُن چند ممالک میں سے ہیں جنہوں نے سمارٹ ایٹم بم بنائے اور وہ بڑے ٹارگٹ کرنے والے ہیں۔ وہ ہیروشیما اور ناگاساکی والے بم نہیں ہیں۔ اس لیے ان کے حوالے سے انڈیا کو تشویش ہے اور دنیا کو بھی۔

سوال: انڈیا پاکستان کا روزِ اول سے دشمن ہے۔ عسکری محاذ کے علاوہ اس کے پاس پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے کون سے آپشنز ہیں جن پر ہماری نگاہ ہونی چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن میں انڈیا ہم پر حملہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہماری سوچ یہ ہونی چاہیے کہ ہم نے دفاع کیسے کرنا ہے۔ سندھ طاس معاہدے پر انہوں نے ازسرِنو غور کیا۔ اس سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اول تو اس کی خلاف ورزی ممکن نہیں ہے کیونکہ اس طرح دنیا بھر میں ان کی

رسوائی ہوگی اور عالمی سطح پر وہ ناقابل اعتبار ٹھہریں گے۔اس کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آگئی کہ برہم پترا دریا جو انڈیا کے 30 فیصد رقبے کو سیراب کرتا ہے وہ چین سے نکلتا ہے۔اگر انڈیا نے ایسی کوئی روایت ڈالی تو چائنا بھی اس کا پانی بند کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ سندھ طاس معاہدے کے حوالے سے خاموش تو ہوا ہے لیکن اصل مسئلہ ہمارے ہاں کی کرپشن ہے جس سے اس نے پہلے بھی فائدہ اٹھایا اور جماعت علی شاہ پاکستانی دریاؤں کا پانی بیچ کر چلا گیا۔اسی طرح ایوب خان کے دور میں جب معاہدہ ہو رہا تھا تو ایوب خان نے بعد میں کہا کہ مجھے دوطرفہ جنگ لڑنی پڑی۔ یعنی انڈیا سے بھی اور اپنے انجینئروں سے بھی ۔ کیونکہ انجینئر اس معاہدے میں پاکستان کے لیے بعض نقصانات دیکھ رہے تھے۔ پھر انڈیا کے پاس تخریب کاری کا آپشن بھی ہے جیسے وہ بلوچستان میں دراندازی کر رہا ہے۔لہٰذا اب مزید خطرہ ہے کہ وہ دراندازی کروائیں گے۔

سوال : پاکستان میں سیلاب آتے ہیں۔ہم پانی کو سنبھال نہیں سکتے ۔ جو لوگ پاکستان میں ڈیم بننے کے خلاف ہیں۔ان کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی : پاکستان میں ہمارے سندھ اور کے پی کے جو دوست ڈیموں کی مخالف کرتے ہیں اگر آپ ان سے انفرادی طور پر ملیں وہ تو کسی آبی ذخیرے کے مخالف نہیں ہیں لیکن وہ بڑا منہ کھول کر تنقید اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اس میں سے زیادہ سے زیادہ مفاد حاصل کر سکیں ۔1991ء میں نواز شریف نے پنجاب کے حق سے سرنڈر کیا کہ باقی صوبے کالاباغ ڈیم پر راضی ہو جائیں مگر وہ نہیں ہوئے۔تو پاکستان کے اندر ہم نے چیزوں کو اتنا کمپلیکس کر دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نواز شریف نے پنجاب کی نمائندگی نہیں کی۔اس فیڈریشن کے مسائل تب حل ہوں گے جب ایک خالص پنجابی قیادت سندھ ،KPKاور بلوچستان کی نیشنلسٹ قیادت سے مذاکرات کرے گی اور جو غداری کا سرٹیفکیٹ ہم نے جیب میں رکھا ہوا ہے اور اسے بانٹتے پھرتے ہیں۔ یہ بانٹنا بند کر دیں گے تو یہ خالص پنجابی قیادت کے سامنے سرنڈر کریں۔

ایوب بیگ مرزا :میں تو شریف برادران کو پنجاب کا ہی نمائندہ سمجھتا ہوں۔نواز شریف تیسری دفعہ وزیراعظم بنے ہیں اور شہباز شریف بھی مختلف ادوار میں پچھلے پندرہ بیس سال سے وزیر اعلیٰ ہیں۔جب ایٹمی دھماکے کیے تھے تو اس وقت نواز شریف نے اعلان بھی کیا تھا کہ ہم کالاباغ ڈیم بنائیں گے۔لیکن ہمارے ہاں اصل مسئلہ ذات کا آ جاتا ہے یا اقتدار کا آ جاتا ہے۔نواز شریف تو بہر حال سیاسی وزیراعظم ہیں یہاں تو فوجی حکمران بھی ڈیم نہیں بنا سکے جن کے پاس ڈنڈا ہوتا ہے۔

سوال : جو ڈیموں کے مخالفین ہیں وہ انڈیا کے بہی خواہ تو نہیں ہیں؟

ایوب بیگ مرزا :بعض باتیں بڑی کھل کر سامنے آجاتی ہیں۔ان پر بات نہ کرنا بھی ناانصافی ہوگی۔ بالکل اس حوالے سے ہمارے سندھ، KPKاور بلوچستان کے خاکسار قسم کے لوگوں نے جیبیں بھری ہیں کہ کالاباغ ڈیم نہیں بننے دیں گے۔

سوال : کیا صرف کالاباغ ڈیم ہی ہمارے مسائل کا حل ہے یا کوئی دوسرے ڈیم بھی بن سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا :اصل میں اگر کالاباغ ڈیم بن جاتا

> کیبل، ٹی وی کی مخالفت کرنے والوں کا مذاق اُڑانے والوں کو اب بڑی تکلیف ہوتی ہے جب ان کے بچے شادی میں ایجاب و قبول کے بعد پوچھتے ہیں کہ پھیرے کب لیے جائیں گے؟

تو ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو جاتا۔اگر نہیں بنا سکے تو ان کی ہمت نے جواب دے دیا یا ان کی کرسی نے یہ کام نہیں کرنے دیا۔اسی طرح کا معاملہ سی پیک کا بھی ہے۔اس وقت سارا بلوچستان اس کی مخالفت کر رہا ہے۔حالانکہ اسفند یار ولی حکومت کا اتحادی ہے لیکن وہ چیخ اُٹھا ہے۔ اس سب کے باوجود سی پیک منصوبہ ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔اسی طرح کا سٹینڈ لے کر کالاباغ بھی بنایا جا سکتا ہے ۔بلوچستان ،سندھ یا KPK کے سیاستدان کیا کر لیتے۔لیکن یہاں حکمرانوں کا اصل مسئلہ ان کی کرسی کا ہے۔ ورنہ جب ایٹمی دھماکے ہوئے تھے تو ساری عوام کالاباغ ڈیم کے معاملے میں ساتھ دیتی۔زیادہ سے زیادہ مخالفت میں دو چار بیانات سامنے آتے لیکن اس کے علاوہ کچھ نہ ہوتا۔اسی طرح جب مشرف نے اقتدار پر قبضہ کیا تھا وہ بھی یہ ڈیم بنا سکتا تھا لیکن صرف اپنی کرسی بچانے کے لیے ان لوگوں نے یہ کام نہیں کیا۔

سوال :انڈیا کا ایک اور حملہ ہے جس کے ہم زیر عتاب آ چکے ہیں وہ ثقافتی حملہ ہے۔کیا یہ کسی فوجی حملے سے کم ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی :سونیا گاندھی کا بیان یہی تھا کہ ہم کو پاکستان پر حملے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ہم تو ان کے ذہنوں کو مسخر کر چکے ہیں۔ پاکستان کے اندر جب کیبل آئی تھی تو اس وقت قومی سطح پر ایک پلاننگ کی ضرورت تھی جو نہیں ہوئی۔لیکن اب انڈیا اس محاذ پر کافی آگے آ چکا ہے۔ 1996ء میں کیبل گھروں کے اندر آ چکی تھی اور اس کے بعد بیس سالوں میں ایک نسل جوان ہو چکی ہے۔ میں اور آپ جیسے لوگ اس پر شور مچایا کرتے تھے تو ہمارا مذاق اُڑایا جاتا تھا لیکن اب وہ مذاق اُڑانے والے خود مذاق بن چکے ہیں۔ ان کو بڑی تکلیف ہوتی ہے جب ان کے بچے اپنی شادی میں ایجاب و قبول کے بعد پوچھتے ہیں کہ پھیرے کب لیے جائیں گے؟ ان کی کافی چیزیں ہندوانہ ہو چکی ہیں ۔ ان کی زبان اردو سے ہندی میں بدل گئی ہے ۔ ہمارے گلی محلوں میں ساؤتھ انڈیا کی بریانی پک رہی ہے۔انہوں نے آپ کا کھانا بدلا ،لباس بدلا۔ایک ضدی اداکارہ جو انڈیا جاتی تھی اس کے والدین اس کو روک نہیں سکتے تھے۔آخر میں ماں نے مشورہ دیا کہ جاتے ہوئے تلک لگا کر جانا تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ مسلمان نہیں ہے۔آج پاکستان میں کوئی بھی شادی مسلمان بچیوں کو تلک لگائے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ آپ کے کسی سینما میں پاکستانی فلم کے لیے ٹائم نہیں ہے اور ہندی ڈرامے تو ہمہ وقت چل رہے ہیں۔

سوال :جو جو چیزیں ہم پر یلغار کر کے آئی ہیں وہ فحاشی اور عریانی کو لے کر آئی ہیں۔جس کی اسلام کسی طور تائید نہیں کرتا۔ پاکستانی سینما اور انڈین سینما میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں اور وہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہیں ۔ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ ہندو کلچر نے ایک مسلمان معاشرے میں جڑیں کیوں پکڑ لیں؟

ایوب بیگ مرزا :برائی برائی ہے چاہے وہ انڈیا کی طرف سے امپورٹ ہو کر آئے یا ہم خود ننگے ہو کر ناچیں اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر جبکہ جاپان مفتوح ہوا اور مذاکرات کی ٹیبل بچھی تو شہنشاہ جاپان نے کہا ہم مفتوح ہیں۔آپ جو کہیں گے ہم مانیں گے لیکن ہم اپنا تعلیمی نظام نہیں بدلیں گے، چاہے آپ سارا جاپان تباہ کر دیں۔اسی طرح ہمارا بنیادی لائحہ عمل بھی یہ ہونا چاہیے تھا کہ باہر سے کوئی بھی پالیسی امپورٹ کرنے سے پہلے سوچتے کہ ہمارے وجود کی اصل بنیاد کیا ہے۔کیا ہم جو تعلیم دینے جا رہے ہیں، جو تمدن اختیار کرنے جا رہے ہیں، جو کلچر اختیار کرنے جا رہے ہیں، کیا وہ ہمارے بنیادی نظریہ سے مطابقت رکھتا ہے؟ اگر ہم نے یہ معیار رکھا ہوتا تو تب ہی ہمارا معاملہ درست ہو سکتا تھا۔

☆☆☆☆

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

آخر موت ہے!

مفتی محمد طلحہ نظامی

موت کے بارے میں قرآنی آیات:

''...... جہاں کہیں تم ہو گے، موت تم کو آ پکڑے گی، اگر چہ تم مضبوط قلعوں میں ہوں۔'' (النساء:78)

''کہہ کہ موت وہ جس سے تم بھاگتے ہو، سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے، پھر تم پکڑے جاؤ گے، اس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس، پھر جتلائے گا تم کو جو تم کرتے ہو۔'' (الجمعہ:8)

''ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا، وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔'' (آل عمران:185)

''...... اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے، اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو، تم میں سے کسی کی موت آ جائے، تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی، تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہوتا اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے، تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے خبردار ہے۔'' (المنافقون:10،11)

موت کے بارے میں احادیث رسول ﷺ:

''...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔'' (رواہ مسلم)

''...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، اس کے اہل وعیال اور اس کا مال اور اس کے اعمال، دو چیزیں تو واپس آ جاتی ہیں، اہل وعیال اور مال اور صرف اعمال اس کے ساتھ باقی رہ جاتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

''...... حضرت عمر بن میمون اودیؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور بیماری سے پہلے صحت کو اور افلاس سے پہلے خوشحالی کو اور مشاغل سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی۔'' (رواہ الترمذی)

''...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دنیا کوچ کیے ہوئے پشت ادھر کیے ہوئے چلی جا رہی ہے اور آخرت منہ ادھر کیے ہوئے چلی آ رہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں (یعنی تابع اور غلام اور رغبت کرنے والے ہیں) پس تم آخرت کے بیٹے بنو، یعنی چاہنے والے آخرت کے بنو اور دنیا کے بیٹے نہ بنو، آج عمل کا دن ہے اور کوئی حساب نہیں اور کل حساب کا دن ہے، وہاں کوئی عمل نہیں۔'' (رواہ البخاری)

''...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا مونڈھا پکڑ کر فرمایا، دنیا میں اس طرح رہ، گویا تو مسافر ہے، یا راہ گیر، ابن عمر اس کے بعد فرمایا کرتے اور جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح ہو جائے تو شام کا انتظار نہ کر اور صحت کو بیماری سے غنیمت سمجھو، صحت میں جو عمل کرے گا بیماری اس میں اس کا ثواب پائے گا اور زندگی کو موت سے غنیمت سمجھ (یعنی زندگی میں عمل کرتا کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب پاؤ گے)۔'' (رواہ البخاری)

''...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت یاد کرو لذتوں کو کھو دینے والی چیز یعنی موت کو۔'' (رواہ الترمذی)

مجھے ہر حال میں مرنا ہے!

موت جہاں لکھی ہے، جس حالت میں لکھی ہے، جس وقت لکھی ہے، جس سبب سے لکھی ہے، آ کر رہے گی۔ موت سے بھاگنے والا انسان خود چل کر اس مقام تک جا پہنچے گا، جہاں اسے موت آنی ہے، وہ خود ایسا سبب اختیار کرے گا، جو اسے موت کی وادی میں پہنچا دے گا۔

کراچی کے ایک مزدور کا واقعہ:

مجھے ایک بااعتماد ساتھی نے بتایا کہ یہاں کراچی میں ایک جگہ پانچ منزلہ عمارت تعمیر ہو رہی تھی، ایک مزدور پانچویں منزل سے نیچے آ گرا، لیکن اللہ کی شان کہ اسے کچھ بھی نہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ نیچے سے اپنی ٹانگوں پر چل کر اوپر جا پہنچا، وہاں اس کے ساتھیوں نے اس کے حیرت انگیز طریقے سے بچ جانے پر خوشی کا اظہار بھی کیا اور اس سے مٹھائی کا مطالبہ بھی کیا۔ ٹھیکیدار نے اپنی جیب سے اسے پچاس روپے دیے اور کہا کہ مٹھائی لا کر اپنے دوستوں میں تقسیم کر دو، وہ خوشی خوشی مٹھائی لینے جا رہا تھا کہ سڑک پار کرتے ہوئے ایک گاڑی نے اسے ٹکر ماری اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

اس مزدور کی موت چونکہ گاڑی کے ایکسیڈنٹ سے طے شدہ تھی، اس لیے پانچویں منزل سے گرنا بھی اسے کچھ نقصان نہ دے سکا، لیکن عبرت کی بات یہ ہے کہ اتنے بڑے حادثے میں بچ جانے کے باوجود موت سے نہ بچ سکا۔

یہ یہاں کیوں بیٹھا ہوا ہے؟

ایک دن سلیمان علیہ السلام کے پاس ملک الموت آدمی کی شکل میں ملاقات کے لیے آئے، اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر بھی بیٹھا ہوا تھا، ملک الموت چلے گئے، تو وزیر نے سلیمان علیہ السلام سے پوچھا، اے حضرت یہ کون شخص تھا؟ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا عزرائیلؑ، وزیر نے کہا کہ مجھے کئی بار عزرائیلؑ نے گھورا، اس سے مجھ کو بڑا خوف پیدا ہوا، آپ ہوا کو حکم دیجیے کہ مجھ کو بوماس کے جزیرے میں پہنچا دے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم دیا اور میں وزیر ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر پل بھر میں کئی ہزار کوس دور جزیرہ بوماس میں جونہی قدم رکھا، عزرائیلؑ آ موجود ہوئے اور وزیر کی روح قبض کی، کئی روز بعد پھر عزرائیلؑ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں گئے اور حضرت سلیمانؑ نے اپنے وزیر کا قصہ بیان کیا، عزرائیلؑ نے عرض کیا، اس روز جو میں اس شخص کی طرف بار بار دیکھتا تھا، اس کی یہی وجہ تھی، میں

حیران تھا کہ اس کی مدت حیات پوری ہو چکی ہے دو گھڑی بعد جزیرہ بوماس میں مجھ کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم ہے، یہ یہاں کیوں بیٹھا ہوا ہے؟

نتیجہ یہ ہے کہ انسان کی موت جہاں لکھی ہے، وہیں اس کو مَرنا ہے۔

ادھر سے یا ادھر سے:

ہر جاندار خواہ انسان ہے یا حیوان، اسے اپنی زندگی پیاری ہے اور وہ اپنی زندگی کی حفاظت کے لیے ہر تدبیر اختیار کرتا ہے، اپنے خیال میں وہ موت کے آنے کے تمام دروازے اور تمام روزن بند کر دیتا ہے، لیکن قضاء کا تیر اسے تلاش کر ہی لیتا ہے اور وہ دائیں سے یا بائیں سے، ادھر سے یا ادھر سے، اوپر سے یا نیچے سے آ کر اس کا قصہ تمام کر دیتا ہے۔

ایک ہرن کی آنکھ کسی صدمہ سے جاتی رہی، بے چارہ شکاریوں کے ڈر سے دریا کے کنارے چرا کرتا اور جو آنکھ ضائع ہو چکی تھی دریا کی طرف سے کچھ خطرہ نہ سمجھ کر اس آنکھ کا رخ دریا کی طرف رکھتا، اتفاقاً کوئی شکاری کشتی میں سوار چلا جا رہا تھا، جونہی وہ ہرن کے برابر آیا، گولی ماری اور ہرن کا کام تمام کیا۔

یاد رکھو! زندگی کو ہر طرف سے آفت ہے، کسی حالت میں مطمئن نہیں رہنا ۔

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

کوئی بھی محفوظ نہیں:

لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ موت اچانک آ جاتی ہے، ہم روز اخبار میں پڑھتے ہیں کہ فلاں کا ناگہانی طور پر انتقال ہو گیا، حالانکہ یہ شکوہ بے جا ہے، کیونکہ دو باتیں ہر شخص جانتا ہے، ایک یہ کہ مجھے ہر حال میں مرنا ہے، دوسرے یہ کہ مرنے کا کوئی وقت معین نہیں، اگر یہ دونوں باتیں معلوم نہ ہوتیں، تو شکایت بجا ہوتی۔

جس موت کے اچانک آ جانے کی ہم شکایت کرتے ہیں، وہ تو ہر روز ہمیں ملتی ہے، وہ ہمارے دائیں بھی ہے اور بائیں، وہ اوپر بھی ہے، نیچے بھی، وہ تو ہر جگہ موجود ہے۔ صحراء کی ویرانیوں میں اور شہر کی محفلوں میں بھی، سمندر کی تلاطم خیز موجوں میں بھی اور خشکی کے سناٹوں میں بھی، موت تو ہر شخص کا تعاقب کرتی ہے، ذکی اور عالم کا بھی، غبی اور جاہل کا بھی، صاحب ثروت کا بھی، مفلس اور قلاش کا بھی، موحد اور مسلم کا بھی، مشرک اور کافر کا بھی، وہ نہ فرعون جیسے متکبر کو چھوڑتی ہے، نہ موسیٰؑ جیسے کلیم کو اور ایوبؑ جیسے صابر کو، وہ نہ نمرود جیسے سرکش کو معاف کرتی ہے، نہ ابراہیمؑ جیسے خلیل اللہ اور اسماعیلؑ جیسے ذبیح اللہ کو۔ اس کی نظر میں ارسطو اور افلاطون جیسے حکیم اور ابو جہل جیسے نادان برابر ہیں۔ اس سے نہ ابوبکرؓ و عمرؓ محفوظ رہے، نہ سرورِ دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم ترین ہستی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مرنے سے پہلے موت کی تیاری کی توفیق دے۔ آمین

❀❀❀

قرآنی اُردو ـــــ اِشتقاقی انسائیکلوپیڈیا

لسانی و ادبی میدان میں ایک منفرد پیشکش

☆ اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ کے بارے میں لسانی تحقیق ----- دو ہزار سے زائد منتخب اردو اشعار کے حوالہ جات کے ساتھ۔

☆ اردو زبان و ادب کے طلبہ و طالبات اور اساتذہ کے لیے انتہائی قیمتی تحفہ۔

☆ ''قرآنی اردو'' اپنے قارئین کو بتائے گی کہ:

o کونسا لفظ قرآن مجید میں کتنی مرتبہ استعمال ہوا ہے۔
o قرآن مجید کے 94% الفاظ اردو زبان میں مستعمل ہیں۔
o قرآن مجید کے صرف 6% الفاظ اردو زبان کے لیے اجنبی ہیں۔
o اُردو زبان کے بہت سے محاورات قرآنی آیات سے ماخوذ ہیں۔
o قرآن مجید کے بہت سے امدادی افعال اور حروفِ جار بھی اردو زبان نے اپنا رکھے ہیں۔
o ہماری قومی زبان اُردو بہت حد تک ''قرآنی'' ہے۔
o قرآن مجید کے کس کس لفظ نے اُردو زبان میں آ کر کس کس طرح سے اپنا حلیہ بدلا ہے۔
o قرآن مجید کے کس کس لفظ نے اُردو زبان میں آ کر کس کس انداز سے نئے معانی کا لبادہ اوڑھا ہے۔
o ''قرآنی عربی'' اُردو زبان پر کس کس انداز سے اثر انداز ہوئی ہے۔
o اردو دان طبقہ کے لیے قرآنی ذخیرۂ الفاظ کو اردو زبان و ادب کے حوالے سے سمجھنا بہت آسان ہے۔

☆ امپورٹڈ کاغذ ☆ عمدہ طباعت ☆ دیدہ زیب جلد
☆ صفحات: 419 ☆ قیمت: 650 روپے

براہِ راست مصنف سے منگوانے کے لیے

☆ اندرون ملک: تعارفی قیمت 550 روپے، فری ڈیلوری (بذریعہ VPP)
☆ بیرون ملک: تعارفی قیمت 450+ پوسٹل چارجز

مصنف: لیفٹیننٹ کرنل (ر) عاشق حسین فون: 0320-4147664
فیس بک: https://www.facebook.com/quraniurdu
ای میل: Colashiqhussain@gmail.com

یہ کتاب اس پتہ پر بھی دستیاب ہے
مکتبہ خدام القرآن، K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور

بھارتی عزائم اور دفاعِ پاکستان کے تقاضے

ڈاکٹر ضمیر اختر خان
zamirakhtarkhan@yahoo.com

پاکستان ہندوؤں کی مخالفت کے باوجود قائم ہوگیا۔ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فیصلہ تھا ورنہ گاندھی جیسا شاطر سیاست دان یہ کہہ رہا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا۔ پاکستان کے قیام کے بعد بھارت مسلسل پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہا ہے اور اہل پاکستان ان سازشوں سے بے خبر ہیں۔ یہ غفلت نہیں تو اور کیا ہے؟ حالیہ دنوں میں ہندو بنیا پھر سرگرم ہوا ہے۔ کشمیریوں پر تو پہلے سے ہی مظالم ڈھا رہا ہے۔ چونکہ قافلۂ حجاز میں کوئی محمد بن قاسم اسے نظر نہیں آرہا اس لیے اب وہ کھل کر پاکستان پر وار کرنے کے لیے تیار ہے۔ البتہ اسے یہ معلوم ہے کہ تمام تر کمزوریوں کے باوجود اگر اہل پاکستان جاگ گئے تو اس کی خیر نہ ہوگی۔ اس لیے وہ براہ راست حملے کی بجائے متبادل طریقے اختیار کررہا ہے۔ ان سطور کے ذریعے ہم اہل پاکستان کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا ازلی دشمن ہمارے خلاف کیا کیا حربے استعمال کرے گا اور اگر ہم خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو وہ ہمیں کتنا نقصان پہنچا سکتا ہے؟

بھارت کے ایک سابق ہندو فوجی نے اپنی حکومت اور عوام کے سامنے پاکستان پر براہ راست حملے کی بجائے سات متبادل ذرائع پیش کیے ہیں جن کو اختیار کر کے پاکستان کو سرحد عبور کیے بغیر حملے کی زد میں لایا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ مجوزہ طریقے اُڑی حملے کے ڈرامے کے بعد 18 ہندوستانی فوجیوں کی ہلاکت کے نتیجے میں ہندوستانی ذرائع ابلاغ کی جنگجوئی پر مبنی فضا کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پیش کیے گئے ہیں۔ ان طریقوں کو بروئے کار لاکر ہندوستان کچھ فائدہ تو حاصل کرلے گا مگر دنیا کو یہ معلوم ہے کہ ان طریقوں کے پس پردہ دراصل ہندو کی بزدلانہ نفسیات ہے۔ ہندو بنیے کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ وہ اہل ایمان سے براہ راست ٹکر نہیں لے سکتا۔ اس لیے وہ متبادل اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ ان سات متبادلات (Alternatives) میں سر فہرست تو ہندوستانی ذرائع ابلاغ کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ جنگجو ماحول پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اس سے پاکستانی افواج کو مغربی سرحد سے مشرقی سرحد کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور وہ بڑی سرعت سے تیاری کر لیتی ہیں۔

دوسرا متبادل طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ ملت اسلامیہ پاکستان میں پھوٹ ڈالنے کے لیے زوردار پروپیگنڈا کیا جائے کہ پاکستان ایک نہیں بلکہ تین ہیں۔ اس شاطرانہ چال میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ایک افواج کا پاکستان ہے، دوسرا سیاستدانوں کا اور تیسرا عوام کا۔ اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ پاکستان میں طویل عرصے تک فوج کی حکومت اور آمریت رہی ہے اور جمہوری حکومت کو چلتا کرنا پاکستانی جرنلوں کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مثال کے طور پر جنرل پرویز مشرف کے اقدام کو پیش کیا گیا ہے کہ وہ ابھی ہوائی جہاز میں ہی تھا کہ وزیراعظم نواز شریف کو معزول کر دیا گیا تھا۔ سیاست دان ہمیشہ سے اپنے قتدار کو بچانے کے لیے فوج کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور عوام بے چارے سیاست دانوں اور فوج کے مابین کشاکش میں بے یارومددگار اپنی قسمت کو روتے رہتے ہیں۔ اس چال سے ہندوستان پاکستانی عوام کو اپنی افواج کی پشت پناہی سے محروم کرنا چاہتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ افواج پاکستان کا ادارہ قومی نمائندہ ادارہ ہے۔ اس میں ہر صوبے، بشمول آزاد کشمیر، گلگت بلتستان، کے افراد شامل ہیں۔ وہ دور لد گیا جب پاکستان کے بعض علاقوں کے رہنے والوں کو غیر عسکری (Non Marshal) کہا جاتا تھا۔ قوم کو افواج سے آسانی سے بدظن نہیں کیا جا سکتا۔ تیسرے متبادل میں یہ گمراہ کن تاثر دینے کی تجویز دی گئی ہے کہ پاکستان کے جملہ معاملات فوجی جرنلوں کے ہاتھ میں ہیں۔ سیاست دان شریف کی بجائے جنرل شریف حکومتی معاملات بالخصوص خارجہ امور انجام دے رہے ہیں۔ مزید براں پاکستانی جنرل محض جز وقتی سپاہی ہیں۔ ان کا کل وقتی کام اپنی تجارت (Business) کو فروغ دینا ہے۔ یاد رہے کہ اس حوالے سے پہلے بھی کچھ زرخرید صحافیوں اور NGOs کی تنخواہ دار خواتین نے افواج پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے مہم چلائی تھی۔ افواج پاکستان کو اپنے جملہ معاملات کو شفاف رکھنا ہے تاکہ دشمن عوام کو افواج سے بدظن کرنے کی ناپاک کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے۔ عوام الناس کے علاوہ افواج پاکستان کو دینی و مذہبی جماعتوں کی ہمیشہ حمایت وتائید حاصل رہی ہے، جس سے افواج پاکستان کی اسلامی، روحانی واخلاقی ساکھ مضبوط ہوتی ہے۔ دشمن نے 9/11 کے ڈرامے کے بعد اس انتہائی اہمیت کے حامل تعلق میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی، جس میں جنرل پرویز مشرف کی نادانی کی وجہ سے وہ کسی حد تک کامیاب ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ افواج پاکستان کی موجودہ قیادت اس ضمن میں بیدار ہے اور اس نے غیر محسوس طریقے سے امریکی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے پاک افواج کے اسلام سے نہ ٹوٹنے والے رشتے کی تجدید کی ہے۔ حالیہ دنوں میں عسکری قیادت کی جانب سے اسلام اور پاکستان کے تعلق کو از سرنو تازہ کیا گیا ہے جو پرویزی دور کی امریکہ نواز پالیسی کی وجہ سے دھندلا گیا تھا۔ یوم آزادی کے موقع پر اس عزم کا اظہار کہ ''پاکستان کا مستقبل ایک ایسی اسلامی فلاحی ریاست ہے جس کی بات کرنے میں شرمانے کی ضرورت نہیں ہے'' پوری قوم بلکہ ساری دنیا کے لیے ایک کھلا پیغام ہے کہ پاکستان اور اسلام ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ آپریشن ضرب عضب کو رسول پاک ﷺ کی تلوار سے منسوب کرنا اس عہد کی تجدید ہی تو ہے کہ ہماری اپنی بقاء کی جنگ ہو یا دشمن کی مسلط کردہ جنگ ہو ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق اٹھے گا اور یہ تلوار دنیا کے مظلوموں اور معصوموں کے دفاع اور فساد فی الارض کے خاتمے کے لیے ایسی چلے گی کہ اللہ کی زمین سے وقت کے فرعونوں اور نمرودوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

ہندوستان کی طرف سے چوتھا متبادل ان ممالک کو پاکستان سے دور کرنے کی ناپاک کوشش ہے جن سے پاکستان دفاعی ساز وسامان حاصل کرتا ہے یا دیگر تجارتی روابط بنا رہا ہے۔ جیسے چین، جس کے ساتھ گوادر کی بندرگاہ کی تعمیر اور چین پاکستان راہداری جیسے منصوبے ہندوستان اور اس کے حواریوں کو بہت کھلتے ہیں۔ ہندوستان ان ممالک کو یہ باور کرا رہا ہے کہ وہ پاکستان کے مقابلے میں بہت بڑی منڈی ہے اس لیے اس کو اہمیت دی جائے۔ اس حوالے سے پاکستان کو سفارتی محاذ پر بہت زیادہ سرگرمی دکھانی ہوگی۔

پانچویں متبادل میں ہندوستان پاکستانی عوام کو دفاعی اخراجات اور افواج پاکستان کے طرز زندگی کے حوالے سے گمراہ کرنے کی سعی کرے گا۔ دفاعی بجٹ خاص طور پر اس کا ہدف ہوگا اور وہ عوام کو یہ باور کرائے گا کہ عوام

بھوکے مر رہے ہیں اور فوجی مزے کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو عوامی فلاح و بہبود کے کاموں کو بنیادی اہمیت دینی ہوگی۔ یہ تاثر کلیتاً ختم ہونا چاہیے کہ صحت اور تعلیم کے حوالہ سے عوام کو سہولتیں اس لیے فراہم نہیں ہوسکتیں کیونکہ دفاع کے لیے بجٹ میں کثیر رقم رکھنی پڑتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ملک سے کرپشن ختم کردی جائے تو دفاعی بجٹ دگنا کردینے کے باوجود عوام کو صحت اور تعلیم کی سہولتیں بہت ارزاں بلکہ مفت مہیا کی جا سکتی ہیں۔ لہٰذا اصل ضرورت اِس امر کی ہے کہ ملک کو کرپشن کے کینسر سے نجات دلائی جائے تاکہ عوام کی محرومیوں کا ازالہ کیا جاسکے اگرچہ عوام بڑے صابر وشاکر ہیں مگر کب تک؟

چھٹے اور ساتویں متبادل کے طور پر ہندوستان اپنے اندرونی معاملات خاص طور پر اپنی مسلح افواج کی Image building کا کام کرے گا۔ اس وقت ہندوستان کی افواج کو اپنے عوام میں وہ مقبولیت حاصل نہیں ہے جو پاکستانی افواج کا طرۂ امتیاز ہے۔ ہم حکومتِ پاکستان، افواجِ پاکستان اور اہلِ پاکستان یعنی عوام سے درخواست کریں گے کہ وہ ہندوستان کے جارحانہ عزائم کا ادراک کریں اور اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں تاکہ دشمن کے ناپاک عزائم خاک میں ملائے جاسکیں۔

ہم آخر میں یہ بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ پاکستان ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر اس وعدے کے ساتھ حاصل کیا تھا کہ ہم یہاں اس کے احکام کی تنفیذ کریں گے۔ اس حوالے سے صورت حال حوصلہ افزا نہیں ہے۔ الفاظ کی حد تک ہم نے بڑے جامع انداز سے اپنے دستور میں لکھ دیا کہ ’’No legislation will be done repugnant to the Quran and Sunnah‘‘ (قرآن وسنت کے خلاف پاکستان میں کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی) لیکن ملک اور معاشرے کے اندر اس کے عملی پہلو پر نظر ڈالیں تو قرآن وسنت کے احکام پر عمل ہوتا ہوا کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ گویا ہم نے دستور میں لکھ دیا کہ ہم قرآن وسنت پر عمل کریں گے لیکن تاحال عمل کا خانہ خالی ہے۔ کیا یہ وعدہ خلافی نہیں ہے؟ ایک وعدہ قیامِ پاکستان کی جدوجہد کرتے ہوئے کیا کہ ’’پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ‘‘۔ دوسرا وعدہ قانونی ودستوری حوالے سے کیا مگر کسی کا بھی ایفا نہیں کرسکے۔ اس طرزِ عمل پر قرآن مجید میں اللہ جل جلالہٗ کا ایک ضابطہ سورۃ التوبۃ: 75,76,77 میں بیان ہوا ہے کہ ’’جو لوگ اللہ سے وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے تو اللہ سزا کے طور پر دنیا میں ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیتے ہیں اور آخرت میں جو کچھ ہونا ہے، وہ اس کے سوا ہے۔ البتہ جو توبہ کرلیں، وعدہ پورا کرنے کے لیے کوشاں ہو جائیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ اگر وہ پیٹھ موڑیں گے تو اللہ انہیں بہت دردناک عذاب دے گا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی‘‘۔ اعاذنا اللّٰہ من ذالک۔

❁❁❁

دعائے صحت

☆ حلقہ حیدرآباد کے رفیق محترم اختر جمال کے والد شدید بیمار ہیں۔

☆ کراچی وسطی گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب وجیہہ القمر روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہوگئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

ضرورت باورچی

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد کراچی کے لیے تجربہ کار باورچی کی ضرورت ہے جو ڈیڑھ سو افراد کا کھانا اور ناشتہ تیار کرسکے، معاون موجود ہے۔

رہائش اور کھانے کے ساتھ معقول مشاہرہ دیا جائے گا۔

برائے رابطہ: 0346-2331607
021-36806561 021-36337361

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ پنجاب شمالی، النور کالونی کے ملتزم رفیق محمد جاوید خان کی والدہ وفات پاگئیں

☆ پنجاب پوٹھوہار، چکوال کے امیر کرنل (ر) عبدالقدیر کے سُسر وفات پاگئے

☆ گوجرخان کے ملتزم رفیق عبدالرحمٰن تابانی کے پھوپھا وفات پاگئے

☆ کراچی جنوبی، قرآن اکیڈمی کے رفیق صفی الرحمٰن کے دادا وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

سانحۂ کربلا
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت وعظمت کی صحیح تصویر

شہیدِ مظلوم رضی اللہ عنہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب اور آپ کی مظلومانہ شہادت کے بیان پر جامع تالیف

بانی تنظیم اسلامی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد
کی دو جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں
کا مطالعہ کیجئے

دونوں کتابوں کے سیٹ کی مجموعی قیمت
اشاعت خاص 90 روپے اشاعت عام 60 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501
email:maktaba@tanzeem.org

United States and the West: from the Sykes-Picot Borders to the Walls of Blood

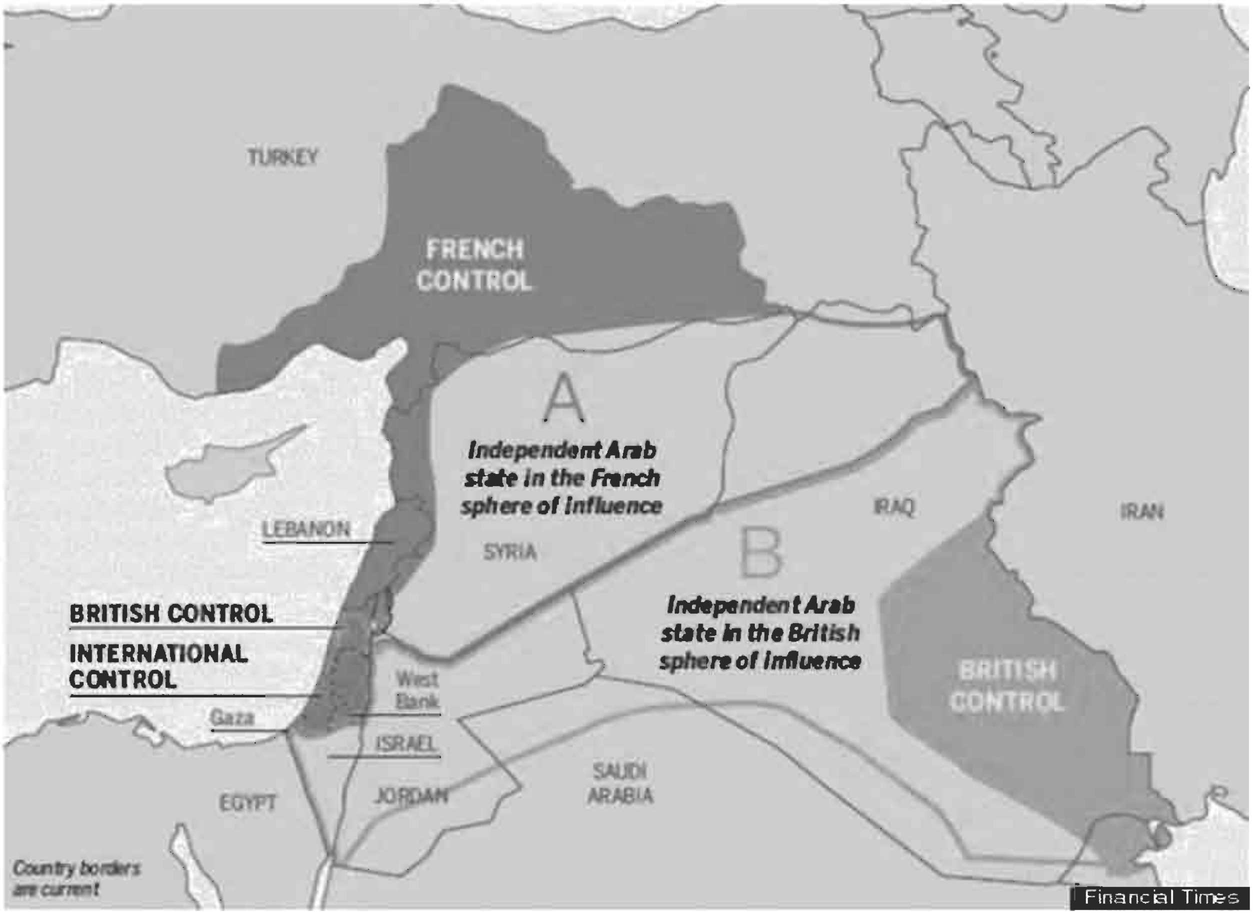

In this brief discourse, the sole focus is on 'Iraq as a model' in order to prove beyond doubt that the Western policymakers, after one hundred years of the Sykes-Picot agreement, are trying to draw borders not seen before on maps.

Those who believe that the United States is gradually withdrawing from the Middle East (especially the Levant) are mistaken; those who advertise Barack Obama and his policy in the region as a "lame duck" have not been more wrong; and those who describe the US policy in the region as weak and stale have jumped to the wrong conclusions.

What the US is doing in the region does not necessarily reflect failure, inability or confusion. A careful reading of the US policy and decision-making process suggests that the higher interests have not changed. Guiding the overall course of events in order to serve the US, Western and Israeli policy is still the same, and the outcome of intervention by other powers (including the Russians) eventually pours into the "American mill"!

All what Obama did was change the American way of dealing with the region from a bloody, direct and costly intervention to achieving the same interests through soft power, which costs less, and perhaps even achieves better results. This is what he tried to implement through

"Smart Management of Crisis".

The second observation is that some who accuse the US of weakness and hesitation judge it on the basis that *it is a superpower whose duty is to impose security and stability in its conventional "areas of influence"*. But who said that the US policymakers are concerned, at this stage, with the achievement of stability, particularly in the Levant. If the American administration wanted to achieve some form of stability, it is not necessarily going to serve the aspirations of the people for freedom, progress and development; it would be based on its own interests and those of Israel, and perhaps even lead to building on fragile sectarian and ethnic equations, or agent governments falling within the Western-US orbit.

The map shown above is evidence enough to determine the reality of the American perspective and practices towards Iraq and Syria. It shows that American policymakers, after one hundred years of the Sykes-Picot agreement, are trying to draw (or re-draw) borders not seen before on maps; borders on which walls of "blood" are built with the tragic-comic help of the region's people themselves!

Ref: *Source extracted and adapted from an article by Dr. Mohsen Mohammed Saleh*

قرآن فہمی کے ضمن میں ایک لائق تحسین کاوش

صرف ونحو اور لغت کے اعتبار سے

مطالعہ قرآن مجید

سورة الفاتحة و سورة البقرة: 1 تا 39

مرتب: ڈاکٹر جہاں زیب ندیم

☆ بڑے سائز کے 240 صفحات

☆ امپورٹڈ سفید کاغذ ☆ معیاری طباعت

☆ قیمت 500 روپے (25 فیصد رعایت پر دستیاب ہے)

☆ بذریعہ ڈاک منگوانے پر 50 روپے ڈاک خرچ

ناشر: مکتبہ خدام القرآن، سعید کالونی نمبر 2، فیصل آباد

ملنے کا پتہ: مکتبہ خدام القرآن، K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''مسجد فاطمہ، جامع القرآن حشمت کالونی، ہارون آباد'' میں

23 تا 29 اکتوبر 2016ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

28 تا 30 اکتوبر 2016ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0308-7253930 / 0333-6305730

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

''مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ نزد نیلور اسلام آباد'' میں

16 تا 22 اکتوبر 2016ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

21 تا 23 اکتوبر 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء

متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4434438, 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

VOL : 25 **Regd. C.P.L NO. 114** No.38

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore